''کوئی ہے؟'' اس نے ہلکا سا پکارا۔ ایک درخت کے تنے پہ ہاتھ رکھ کے اس کی اوٹ سے آگے جھانکا۔

دور' اس جھنڈ کے وسط میں کوئی زمین پہ بیٹھا تھا۔ ایک آدمی جس کے ہاتھ محنت سے سخت اور کھردرے ہو چکے تھے اور ماتھے پہ سرخ پٹی باندھ رکھی تھی۔ وہ اکڑوں بیٹھا' مسکرا کے اوپر آسمان کو دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ ساتھ زمین پہ ایک بچی بیٹھی تھی۔ اس کا لباس خاکی رنگ کا میلا گدلا سا تھا اور لمبے بال سیاہ تھے۔ وہ بھی مسکرا کے گردن اٹھائے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں مدھم سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

تالیہ درخت کے تنے پہ ہاتھ رکھے کھڑی رہ گئی۔ اس کی نظریں ان دونوں پہ جمی تھیں اور وہ پلک تک نہ جھپک پا رہی تھی۔ پھر وہ تنے سے لگی نیچے بیٹھتی گئی۔ ان دونوں کے انداز میں اکڑوں بیٹھی اور گھٹنوں کے گرد بازو حمائل کیے' وہ یک ٹک انہیں دیکھے گئی۔

وہ دونوں جس قطعے پہ بیٹھے تھے وہ ان درختوں کے درمیان ہونے کے باوجود اس کا حصہ نہیں تھا۔ وہ جنگل کی زمین جیسا تھا اور ان کے گرد قدیم ملاکہ کے جنگل کے درخت اگے کھڑے نظر آتے تھے۔

دفعتاً اس آدمی نے نظریں موڑیں اور اسے دیکھا۔ پھر مسکرا کے سر کو خم دیا جیسے اسے قریب آنے کا اشارہ دے رہا ہو۔ بچی نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اس طرف دیکھا۔ تالیہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا پھنسا۔ آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھی۔ بس وہیں بیٹھی ان دونوں کو دیکھے گئی جو اب اسے ہی دیکھ کے مدھم سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

☆☆=========☆☆

اس قدیمی شہر کے درمیان سانپ کی صورت ایک دریا بہتا تھا جسے 'نیل' کہا جاتا تھا۔ نیل کے ایک طرف موجود شہر کو قاہرہ کہا جاتا تھا اور دوسری جانب غیزہ Giza تھا۔ قاہرہ اور غیزہ کو ایک خوبصورت پل نے جوڑ رکھا تھا جو ہر وقت ٹریفک سے معمور ہوتا تھا۔ رات کو اس پل پہ مصنوعی روشنیاں چمک رہی تھیں۔ مگر صبح ہوئی تو سورج نے سب روشنیوں کو بجھا دیا اور سارا شہر دن کی سفیدی میں ڈوب گیا۔

ایسے میں اس ہوٹل کے نیلے تالاب کے پار اگے درختوں کا جھنڈ بھی روشنی میں نہایا کھڑا تھا۔ تالیہ اس وقت ان کے درمیان کھڑی تھی۔ رات کو ہوٹل ملازمین کے آنے پہ وہ وہاں سے چلی گئی تھی لیکن صبح ہوتے ہی پھر سے آ گئی تھی۔ سیاہ بالوں کو کیچر میں باندھے' وہ کندھوں پہ جامنی پونچو شال پہنے ہوئے تھی۔ پونچو کے اوپر سامنے ایک سنہری لاکٹ سینے پہ پڑا نظر آتا تھا اور سن گلاسز سر کے اوپر ٹکا رکھے تھے۔ سیاہ اداس آنکھیں درختوں کے بیچ کھڑے ان باپ بیٹی پہ جمی تھیں۔

بچی ننھے ہاتھوں سے لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہی تھی.... آدمی اس کے ساتھ تھا.... وہ زمین پہ کٹی لکڑیوں کو گٹھے میں باندھتے ہوئے اسے بتا رہا تھا کہ اسے گھر کا راستہ کیسے ڈھونڈنا ہے .... ستارے سے.... ستارے کے تعاقب سے.... اگر اس کا دل چاہے گا تو سارے راستے ستاروں کے بغیر بھی مل جائیں گے۔

بچی غور سے سن رہی تھی۔ بات کرتے ہوئے اس آدمی نے گردن اٹھا کے تالیہ کی سمت دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں تو وہ مسکرایا۔ تالیہ کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ واپسی کے راستوں کی تلاش ان کو ہوتی ہے جن کو پیچھے رہ جانے والوں سے ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اسے نہیں رہی تھی۔

اور پھر.... دیکھتے ہی دیکھتے.... ان درختوں کے جھنڈ میں ایک اور منظر جھلکنے لگا۔ گھوڑے پہ بیٹھا وہی آدمی.... ماتھے پہ بدستور سرخ پٹی باندھے.... کندھوں تک آتے سیاہ بال لیے.... شاہی پوشاک پہنے.... مسکرا کے کہہ رہا تھا......

''مجھے تمہارا انتظار رہے گا' تالیہ۔ تمہاری واپسی کا انتظار.....''

(کیا آپ کو اب بھی میرا انتظار ہے بابا؟ تالیہ کھو گئی ہے۔ اسے گھر کے سارے راستے بھول گئے ہیں۔ نہ ستارے رہے ہیں' نہ چاند.... نہ ہی....'')

''تالیہ؟''

وہ بری طرح ڈر کے پلٹی۔

نہ کوئی چاپ آئی تھی' نہ آواز۔ وہ جانے کب اس کے پیچھے آ کے کھڑا ہوا تھا اور اب تنقیدی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے' گرے سویٹ شرٹ کے آستین موڑے' ماتھے پہ پی کیپ سے سایہ کیے وہ شدید برہم نظر آتا تھا۔ تالیہ نے سینے پہ ہاتھ رکھے گہری سانس لی۔

''اوہ جہان۔ تم نے مجھے ڈرا دیا۔ آؤ وہاں چل کے.....''

''اور جو تم نے کیا؟'' اس کے ماتھے پہ بل تھے۔

تالیہ نے رک کے اسے دیکھا۔

''دیکھو میں نے کہا ہے میں پیسے دے دوں گی' تو دے دوں گی۔ اب کام کی بات.....''

''تو پھر میرے فنگر پرنٹس سے کیا معلوم ہوا تمہیں؟'' وہ درشتی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ رک کے اسے دیکھنے لگی۔ ''ایکسکیوز می؟''

جہان کے عقب میں نیلا تالاب دھوپ میں چمکتا دکھائی دے رہا تھا۔ روشنی اس کے اطراف سے نکل کے تالیہ کے

چہرے پہ پڑ رہی تھی اور وہ پہلوؤں پہ ہاتھ رکھے شدید برہم نظر آتا تھا۔

''تمہیں لگتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ رات تم نے مجھے نیلوفر کا پتہ ایک کاغذ پہ لکھ کے کیوں دیا تھا؟'' وہ دبے دبے غصے سے کہہ رہا تھا۔'' تاکہ میرے جاتے ہی تم اس کاغذ کو فنگر پرنٹ ٹیسٹ کے لئے اپنے ایک مصری کانٹیکٹ کو بھیج دو۔ تمہاری اطلاع کے لیے... مجھے صبح سے پہلے ہی کال آ گئی تھی کہ کسی نے میرے فنگر پرنٹ سے میرا بیک گراؤنڈ ڈیٹا نکلوانے کی کوشش کی ہے۔''

''اوہ.... اچھا۔'' تالیہ نے سینے پہ بازو لپیٹے اور اسی کے انداز میں چمک کے بولی۔''اور تم نے جو سم مجھے دی' تم اس سے بالکل بھی میری لوکیشن ٹریس نہیں کر رہے ہو نا؟ اور ہاں.... تمہاری سم میں جو بگ لگا تھا' اس سے تو میں بالکل بھی واقف نہیں ہوئی۔''

مگر وہ قطعاً شرمندہ نہ ہوا۔ اس کی بات ان سنی کر گیا۔

''اگر تمہارے پاس پہلے ہی مصری دوست تھے تو مجھے ہائر کرنے کا مقصد؟''

''وہ سیاسی دوست ہیں۔ سفارت خانے میں کام کرتے ہیں۔ تمہاری طرح کرمنلز نہیں ہیں۔ دیکھو....'' گہری سانس لی اور مصالحتی انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کے بولی۔''میں تمہیں نہیں جانتی۔ اس طرح تمہارے ساتھ کام کر رہی ہوں تو تمہارا بیک گراؤنڈ چیک کروانا ضروری تھا۔''

''اوہ.... اور میرے فنگر پرنٹس نے کیا بتایا میرے بارے میں؟''

''وہی جو تم نے کہا تھا۔'' اس نے بغیر شرمندہ ہوئے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔'' تم قاہرہ کے ایک مکینک ہو۔ جہان سکندر تمہارا نام ہے اور پچھلے چند ماہ سے یہاں مقیم ہو۔''

وہ چند لمحے آنکھیں سکوڑ کے اسے دیکھتا رہا' پھر جیب سے ہاتھ نکالے اور دایاں ہاتھ اوپر کیا۔ تالیہ چونک کے اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

جہان نے اپنی ایک انگلی کے پورے سے جھلی سی اتاری۔

''میں فیک فنگر پرنٹس لگاتا ہوں' مادام۔ میں نے اپنے اصلی فنگر پرنٹس کئی سال پہلے جلا دیے تھے۔'' اس نے اپنا بے داغ پورا دکھایا اور پھر جھلی واپس لگا دی۔ وہ اسی طرح چپک گئی۔''!But nice try'' طنز سے مسکرایا۔

''تم مجھے پورے قاہرہ میں Stalk کر سکتے ہو اور میں تمہارا بیک گراؤنڈ چیک نہیں کرا سکتی؟ ڈبل اسٹینڈرز!''

وہ دونوں درختوں کے جھنڈ میں آمنے سامنے کھڑے بحث کر رہے تھے۔

''سنولرکی....'' وہ سنجیدگی سے ماتھے پہ بل ڈالے بولا۔''اگر تمہیں میرے ساتھ کام کرنا ہے تو مجھ پہ بھروسہ کرو۔ میں یوں ہر غیرملکی کون وومن کے ساتھ کام نہیں کرتا۔ اگر کر رہا ہوں تو مجھ پہ بھروسہ کرو اور....'' ان درختوں کو دیکھا....''اور ان درختوں کے ناسٹیلجیا سے نکل کے کام پہ فوکس کرو۔''

''کون وومن؟'' اس کو وہ لفظ چابک کی طرح لگا۔ گال سرخ ہوئے۔

''اوہ سوری۔ تم کون وومن نہیں ہو۔ تم تو.... کیا کہا تھا احمد نظام نے.... (کنپٹی پہ ہاتھ رکھ کے یاد کیا) ہاں.... تم تو تاشہ پسونا ہو.... پسونا.... ساحرہ.... بٹ یو نو واٹ....'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چند قدم آگے آیا.... یہاں تک کہ اس کے عقب میں نظر آتا تالاب چھپ گیا۔

''میرے نزدیک تم ایک بےوقوف لڑکی ہو جس نے یوں میرا بیک گراؤنڈ چیک کروا کے.... میرا اعتبار توڑ کے میرے ساتھ کام کرنے کا موقع کھو دیا ہے۔'' وہ چبا چبا کے کہہ رہا تھا۔''تم زیادہ سے زیادہ ہیری پوٹر کی ایک جادوگرنی ہو.... ناشکری جادوگرنی.... جو دریا میسر ہونے کے باوجود اس پہ تالاب بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ بٹ یو نو واٹ.... تم کوئی ساحرہ نہیں ہو نہ میں تمہارا ملازم ہوں۔ یہ میرا ہوم ٹرف ہے' یہاں میرے ساتھ گیمز نہ کھیلو۔ کیونکہ اگر تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے تو میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔''

ایک ایک لفظ اندر تک ساگا دینے والا تھا۔ تالیہ کا چہرہ سرخ ہوا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے مگر صدمہ اتنا شدید تھا کہ وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔ وہ اسے گھورتے ہوئے پلٹ گیا اور وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

پھر گردن موڑی تو درختوں کے جھنڈ میں وہ دونوں دکھائی دیئے۔

لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے کھڑا سرخ پٹی والا آدمی اسے دیکھ رہا تھا۔ اور ساتھ اس کی ٹانگ برابر آتی بچی' جس نے ننھے بازوؤں میں خشک لکڑیاں اٹھا رکھی تھیں اس کی آنکھیں بھی تالیہ پہ جمی تھیں۔

وہ چند لمحے ان دونوں کو دیکھتی رہی یہاں تک کہ نگاہوں کے سامنے گیلی دھند چھاتی گئی۔ گال ابھی تک سرخ دہک رہے تھے۔

''تمہیں گھر کا راستہ بھول گیا ہے تالیہ؟'' وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ ان دونوں کی اس پہ جمی آنکھیں منتظر تھیں۔ وہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

اس کی واپسی کا۔

گھر لوٹ کے آنے کا۔

تالیہ نے مٹھی سے آنکھیں صاف کیں تو درختوں کا جھنڈ خالی نظر آیا۔

وہ دونوں غائب ہو چکے تھے۔

اس نے گردن موڑی تو تالاب بھی سنسان پڑا تھا۔ جہان جا چکا تھا۔

"بدلحاظ آدمی۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی اور آنکھیں دوبارہ رگڑیں۔ "تالیہ کو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کی ہمت کیسے ہوئی کہ وہ مجھے ہیری پوٹر کی Witch کہے۔ ہونہہ!"

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں کھڑی تھی۔ ہاؤس کیپنگ سے آئی ملازمہ اس کے برتن اٹھا رہی تھی تو اس نے پکارا۔

"سنو..... یہ کھڑکی کا پردہ بند کر دو۔"

"آر یو شیور میم؟" ملازمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "باہر سے آتی روشنی تو تازگی کا احساس دیتی ہے۔"

"مگر مجھے اس کھڑکی سے یہ درخت نظر آتے ہیں جو میرے View کو بلاک کر رہے ہیں۔ مجھے یکسوئی سے کام کرنا ہے اور ان درختوں کو نہیں دیکھنا۔" وہ سرد مہری سے کہہ رہی تھی۔ ملازمہ نے سر ہلا دیا اور پردہ کھینچ دیا۔

سارا کمرہ ایک دم اندھیرے میں ڈوب گیا۔ تالیہ نے مصنوعی بتیاں جلا دیں اور لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔

اسے ماضی کی یادوں سے نکل کے کام پہ توجہ مرکوز کرنی تھی۔ وہ اکھڑ اور بدلحاظ آدمی تو چلا گیا، اب جو کرنا تھا اکیلے کرنا تھا۔ ایسے میں وہ ان درختوں کی کشش کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔

☆☆==========☆☆

شام تک اس کا کمرہ کاغذوں کی دکان لگنے لگا تھا۔ جگہ جگہ پرنٹ آؤٹس بکھرے تھے جو وہ اپنے چھوٹے پرنٹر سے پرنٹ کر کر کے نکال رہی تھی۔ کچھ مروڑ تروڑ کے زمین پہ پھینکے تھے۔

اس وقت وہ کھڑکی کے ساتھ کرسی پہ بیٹھی تھی۔ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس، بال گول مول باندھے، پین ہاتھ میں پکڑے اور لیپ ٹاپ گھٹنوں پہ رکھے وہ کافی کا گھونٹ بھر رہی تھی۔ ساتھ رکھے تین خالی مگ اس کی حالت کے عکاس تھے۔

پھر اس نے مگ رکھا اور اسکرین فولڈ کی جیسے آج کا کام ختم کیا ہو۔ پھر سر اٹھا کے کمرے کی ابتر حالت کو دیکھا تو جو پہلی شے محسوس ہوئی وہ خاموشی تھی۔

خاموشی اور اکیلا پن۔

ایک دم سے کمرے کی دیواریں سمٹنے لگیں..... ایک دیوار سلاخوں والے دروازے میں تبدیل ہو گئی..... وہ ٹھنڈی دیوار سے ٹیک لگائے خوفزدہ بیٹھی تھی..... اور سلاخوں کے پار کھڑا احتان طنز سے کچھ کہہ رہا تھا.....

تالیہ نے زور سے سر جھٹکا تو وہ منظر غائب ہو گیا۔ یہ مناظر ان مستقبل کے خوابوں کی طرح نہیں اسے دکھائی دیتے تھے۔ یہ عجیب طریقے سے اس کے ارد گرد ابھی تک چکر لگا رہے تھے۔ وہ ذرا اکیلی ہوتی تو وہ اس کے آس پاس ابھرنے لگتے۔ نیند میں آوازیں سنائی دینے لگتیں۔

تالیہ نے گہری سانس لی اور سر کرسی کی پشت سے لگا لیا۔ سوچا تھا اب پیچھے رہ جانے والوں پہ افسوس نہیں کرنا' ندان کو یاد کرنا ہے مگر یادیں ہمارے اختیار کے ماتحت نہیں ہوتیں۔ اپنی مرضی سے آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں' یہ دیکھے بغیر کہ کسی کو کتنا دکھ دے گئی ہیں۔

اس نے فون اٹھایا اور ای میل کھولی۔

وہاں ایڈم کی ای میلز تھیں۔ داتن کی بھی اور فاتح کی بھی۔ ای میل کے سبجیکٹ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی خیریت پوچھنا چاہتے تھے۔ تالیہ چند لمحے ای میلز کی ان فہرست کو دیکھتی رہی۔ پھر ایک ایک کر کے سب کو مارک کیا اور ڈیلیٹ کا بٹن دبا یا۔ وہ اس کی اسکرین سے مٹ گئیں۔ دماغ سے نہیں گئیں۔

اسے ان تینوں کی ای میلز تو درکنار ان کی شکلیں بھی نہیں دیکھنی تھیں۔

پھر سر اٹھایا تو کمرہ اتنا ویران نہیں لگا۔ اس میں جگہ جگہ بکھرے کاغذ نظر آنے لگے جو اس کی توجہ کے منتظر تھے۔ ابھی تالیہ مراد کو بہت سا کام کرنا تھا اور وہ کر سکتی تھی۔ اس نے بازو لمبا کر کے ریسیور اٹھایا' مزید کافی آرڈر کی اور ایک دفعہ پھر سے اسکرین کھولی۔ وہاں اس کے اپنے لکھے الفاظ جگمگا رہے تھے۔

''نیلوفر بخت کون ہے؟''

اسکرین کی نیلی روشنی تالیہ کے چہرے کو چمکا رہی تھی اور وہ پتلیاں سکوڑے اپنے ریسرچ کر کے جمع کیے الفاظ پھر سے پڑھنے لگی تھی۔

☆☆=========☆☆

**(نیلوفر بخت کون ہے؟)**

یہ قاہرہ کا ایک پوش علاقہ تھا۔ سڑک کنارے خوبصورت اسٹورز اور ریستوران بنے تھے۔

ایسے میں ایک کافی شاپ کے اوپر عربی میں جلی حروف میں ''ستار بکس کافیہ'' لکھا نظر آتا تھا۔

شیشے کی دیواروں سے مزین یہ شاپ کافی کی مہک سے بھری تھی۔ باریستا باری باری گاہکوں کے کافی کپ کاؤنٹر پہ رکھ کے ان کے نام پکار رہا تھا۔ لوگ آتے اور اپنے کپ اٹھا کے لے جاتے۔

کونے کی ایک میز پہ بیٹھی تالیہ ''کافیہ'' کا گھونٹ بھرتی شیشے کی دیوار سے پار دیکھ رہی تھی۔ اس نے سبز ہڈی پہن رکھی تھی جس کا ہڈ سر کو ڈھانکے ہوئے تھا اور آنکھوں پہ نظر کا موٹا چشمہ لگا رکھا تھا۔

**(نیلوفر بخت کون ہے؟)**

باہر صبح کی روشنی میں پارکنگ میں ایک کار ابھی آ کے رکی تھی۔

فرنٹ کا دروازہ کھلا اور پہلے ایک سنہری ہیل والی سینڈل زمین پہ رکھی گئی اور پھر.....وہ عورت سیدھی ہوتی باہر نکلی۔

**(نیلوفر ایک اڑتالیس برس کی خوبصورت عورت ہے۔ جس نے بڑھتی عمر کے باوجود خود کو جم اور سیلون کی مدد سے فٹ رکھا ہوا ہے۔ وہ بہت تعلیم یافتہ نہیں ہے مگر داتو سری عبدالرحمن کے ساتھ امراء و روساء کی محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے نے اسے بہت گروم کر دیا ہے۔)**

کار سے نکلنے والی عورت دراز قد اور خوبصورت تھی۔ اس کے سیاہ بال لیئرز میں کندھوں پہ گرتے تھے اور ماتھے پہ Bangs کی صورت کٹے تھے۔ کانوں میں ہیرے کے ٹاپس پہنے' انگلیوں میں انگوٹھیاں.....ایش گرے کوٹ اور اسکرٹ تلے سیاہ جالی دار اسٹاکنگز پہنے' وہ باریک اونچی ہیل کے ساتھ چلتی ہوئی شاپ کے دروازے تک آ رہی تھی۔

**(نیلوفر کے پاس فی الوقت اتنا پیسہ ہے کہ وہ اپنے فیشن اور رہن سہن کو پہلے کی طرح چلا سکے۔ اس کے بہت سے مرد دوست اس کا خرچ اٹھاتے رہتے ہیں۔ مگر اس کی ساری توقعات اپنی آنے والی کتاب سے جڑی ہیں جو چھپتے ہی اسے کئی ملین کما کے دے گی۔ اس لئے وہ ابھی تک فیشن' پارٹیز اور کپڑوں جوتوں پہ پیسہ پہلے کی طرح ہی لٹاتی جاتی ہے۔)**

دکان میں داخل ہوتی عورت انڈین نقوش کی حامل تھی۔ بڑی سیاہ آنکھیں' تیکھی ناک اور بے حد پرکشش مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں کو گھمانے کی خاص ادا۔ جو شاپ میں داخل ہوتے ہی ہر مرد کو اس کی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ کہنی پہ بیگ لٹکائے وہ اسی مغرور مسکراہٹ کے ساتھ چلتی ہوئی کاؤنٹر تک آئی۔

**(نیلوفر کی پہلے شوہر سے موجود بیٹی کالج میں پڑھتی ہے۔ فیلوفر روز اس کو کالج ڈراپ کر کے اسٹار بکس آتی ہے۔ کافی لیتی ہے۔ اور یہاں سے اس کو اپنے آفس جانا ہوتا ہے۔)**

باریستا مسکرا کے اس کا کپ اسے دے رہا تھا۔ نیلوفر نے گہری آنکھیں اس پہ مرکوز کیے کپ تھاما اور سرخ لپ اسٹک سے مزین ہونٹ ہلا کے تھینک یو کہتے ہوئے ''یو'' کو کافی لمبا کیا۔ باریستا جھینپ کے مسکرا دیا اور سر کو خم دیا۔

''آپ کی کافی آپ کے ہاتھوں تک پہنچی' مادام۔''

''اور جانتے ہو میرے ہاتھوں کے اندر اور کیا مقید ہے۔'' وہ کاؤنٹر پہ آگے کو جھکی اور نوجوان باریستا کی آنکھوں میں

جھانکا۔"ان ہاتھوں میں میرے ملک کی حکومت کا تختہ الٹنے کی طاقت ہے۔ میرے قلم کی ایک جنبش سے کوئی تباہ ہونے والا ہے۔"

مسکرا کے واپس سیدھی ہوئی تو باریستا مزید جھینپ گیا۔

**(نیلوفر اس وقت ساری کشتیاں جلا کے سر عام اپنی کتاب کا چرچا کرتی پھر رہی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ کوئی اس کو مروا نہیں سکتا' کوئی اس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا کیونکہ الزام صوفیہ رحمٰن پہ آئے گا۔ اس کے پاس اب کھونے کو کچھ نہیں رہا۔)**

کپ لے کر وہ مڑی اور اردگرد کھڑے مرد گاہکوں پہ ایک مسکراتی نظر ڈالتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں بہت سی نظریں اس کے تعاقب میں دیوانہ وار لپکیں' وہاں ایک ادھیڑ عمر داڑھی والے صاحب نے افسوس سے "استغفراللہ....." اور دل میں "یا لہا من امراۃ عاھرۃ" کہا تھا۔ (کتنی فاحشہ عورت ہے۔)

اس کے نکلتے ہی کونے میں بیٹھی ہڈ والی لڑکی اٹھی اور جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے باہر کی طرف بڑھی۔

**(نیلوفر یہاں سے کافی لے کر سیدھی اپنی شاپ پہ جاتی ہے۔ اس نے ایک اینٹیک جیولری شاپ کھول رکھی ہے جس میں وہ بیٹھتی ہے۔ شاپ کی سیل کچھ خاص نہیں مگر یہ ایک طرح سے شیل کمپنی ہے۔ جس کو رجسٹر کروا کے اس کے کھاتے میں وہ عبدالرحمٰن کے بھیجے پیسے ڈالتی تھی۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ نیلوفر کو خاموش رہنے کی قیمت ادا کی جاتی تھی۔ اسی لیے نیلوفر فخر سے کہتی ہے کہ وہ حلال کی روزی روٹی کما رہی ہے۔)**

اینٹیک شاپ ایک پوش سی سڑک کے کنارے واقع تھی جہاں قطار میں برانڈڈ اسٹورز اور جیولری شاپس وغیرہ بنی تھیں...... یہاں سڑک کنارے چلتے اور دکانوں میں خریداری کرتے لوگ یا تو سیاح تھے یا شہر کے امراء۔ ان کا لباس اور انداز ان کی کلاس کا پتہ دیتا تھا۔

ایسے میں نیلوفر کی شاپ کے پار ایک دکان میں کپڑوں کے ریک الٹ پلٹ کرتی ہڈ والی تالیہ کی نظریں وہیں جمی تھیں۔

نیلوفر اپنی دکان میں داخل ہو رہی تھی۔ کافی کا کپ ہاتھ میں تھا۔ پہلے اس نے کرختگی سے ورکرز کو مخاطب کر کے کچھ کہا (ساری نازو انداز بھری مسکراہٹیں غائب ہو چکی تھیں۔)۔ اور پھر وہ دکان کے اندر ایک دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی۔

**(نیلوفر کا اسی دکان کے اندر ایک آفس موجود ہے جہاں وہ اگلے دو گھنٹے تک کام وغیرہ کرتی ہے۔ وہاں سے نکل کے دوپہر میں وہ کسی نہ کسی ریستوران جاتی ہے جہاں اس کی طرح کی کوئی فارغ خاتون دوست گوسپ کے لئے اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔)**

اسن بطوطہ مال زرد روشنیوں سے مزین ایک جدید طرز کا مال تھا۔ اندر آؤ تو یوں لگتا سارا زمانہ شاپنگ کرنے آ نکلا ہے۔

مال کے اندر ایک ریستوران کی درمیانی میز پہ ویٹر دھواں اڑاتے پلیٹر رکھ رہا تھا۔ وہاں ایک ڈائی بالوں والی خاتون بہت دلجمعی سے سامنے بیٹھی نیلوفر کی باتیں سن رہی تھی۔

''صوفیہ رحمن اس وقت انگاروں پہ لوٹ رہی ہے۔'' نیلوفر انگوٹھیوں والا ہاتھ نچا کے محظوظ انداز میں بتا رہی تھی۔'' اس کی ساری حکومتی مشینری کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایک عورت کا منہ کیسے بند کروائیں۔ یہ ایک عورت (انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا) اگر بول پڑی تو اس کا سچ سارے ملائیشیا کو الٹا کے رکھ دے گا۔''

''واؤ۔ تو کب شائع کر رہی ہو کتاب؟''

''وہ سوال مت پوچھو میری جان جن کے جوابات دینا ممکن ہوں کیونکہ اس وقت میں اپنی کتاب کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور اسے کون شائع کر رہا ہے۔'' اس نے چھری کانٹے کو پلیٹ پہ چلاتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔'' بس یہ جان لو کہ جب یہ شائع ہوئی نا' تو ملائیشیا کے لوگ اپنے آپ پہ شرمندہ ہو جائیں گے۔ وہ اپنے سیاستدانوں کے اعمال کے باعث کسی کو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے..... یہ بہت مزیدار فیلنگ ہے ہنی۔ ایک پورے ملک کی قسمت میرے ہاتھ میں ہے۔ جیسے چاہوں اس کو بدل دوں۔ میں اس وقت صوفیہ رحمن سے زیادہ طاقتور ہوں۔''

وہ اپنے ہاتھ کو مٹھی میں کھول بند کرتی غرور سے بتا رہی تھی۔

(نیلوفر بظاہر ایک بہادر اور پراعتماد عورت کا امیج دیتی ہے مگر عموماً ایسی عورتیں نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتی ہیں۔ نیلوفر لنچ کے بعد اپنی بیٹی کو پک کر کے گھر چھوڑتی ہے اور پھر اپنے سائیکاٹرسٹ کے آفس جاتی ہے۔ اس کے ذہنی مسائل اتنے ہیں کہ اسے ہفتے میں چار سے پانچ دن ڈاکٹر کے پاس جانا ہوتا ہے۔ وہ نیند کی گولیوں کے بغیر سو نہیں سکتی اور مسلسل اینٹی ڈپریسنٹ لیتی ہے۔)

نیلوفر اپنی کار ڈرائیو کرتی رش والی سڑک سے گزر رہی تھی۔ اس کے عقب میں ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھی ہڈ والی لڑکی سر جھکائے ڈائری میں کچھ نوٹ کیے جا رہی تھی۔

(سائیکاٹرسٹ کے پاس سے واپس آنے کے بعد وہ گھر جاتی ہے جہاں اس کے گھر والے اس کے منتظر ہوتے ہیں۔ نیلوفر پھر رات تک گھر سے نہیں نکلتی۔ ایسی عورتیں اپنی نرینہ اولاد کو خود سے دور رکھتی ہیں اس لیے نیلوفر کے گھر میں صرف اس کی کم عمر بیٹی اور ماں رہتے ہیں جبکہ ٹین ایج بیٹا امریکہ میں بورڈنگ اسکول میں پڑھتا ہے۔)

ایک خوبصورت مگر چھوٹا سا بنگلہ رات کے اندھیرے میں اس کالونی میں کھڑا تھا۔ اس کے لان کی بتیاں اور کھڑکیاں روشن

نظر آ رہی تھیں۔ کچن کے جالی دار پردے سے اندر میز پہ اکٹھے ہو کے کھانا کھاتے لوگوں کے سایے دکھائی دیتے تھے۔ باہر تاریک سڑک پہ ایک درخت تلے کھڑی تالیہ غور سے ان افراد کو دیکھ رہی تھی۔ ایک نوعمر لڑکی.... خود نیلوفر اور ایک معمر عورت.... ان کے ہیولوں سے اتنا ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ تینوں کسی بات پہ بحث کرتی کھانے میں مشغول تھیں۔

**(یہ ویک ڈیز کا شیڈیول تھا۔ ویک اینڈز پہ البتہ نیلوفر رات کو پارٹیز یا کلب میں پائی جاتی تھی۔ ہر ماہ کم از کم ایک پارٹی تو نیلوفر بھی دیتی ہے اور فی الوقت وہ اپنے مرد دوستوں کا دیا پیسہ لٹا رہی ہے۔)**

اب سوال یہ تھا کہ اس ساری روٹین میں نیلوفر اپنی کتاب کب اور کہاں لکھتی تھی؟ کیونکہ ابھی تک نہ اس کے ہاتھ میں کہیں قلم کاغذ نظر آیا تھا اور نہ ہی وہ لیپ ٹاپ پہ ٹائپنگ کرتی دکھائی دی تھی۔

☆☆========☆☆

تالیہ کے ہوٹل کا کمرہ اس صبح پہلے سے بہتر حالت میں تھا۔ اب جا بجا کاغذات نہیں بکھرے تھے بلکہ کھڑکی کے ساتھ ایک اسٹینڈ رکھا تھا جس پہ فلپ چارٹ آویزاں تھے۔ وہ مارکر لئے کھڑی چارٹ پہ مختلف خانے بنا کے کچھ لکھ رہی تھی۔

(میں یہ سب تنہا بھی کر سکتی تھی۔ مجھے اس بدلحاظ آدمی کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔)

مارکر سے لکیر کھینچتے ناراضی سے سوچا۔ پھر سوچتی نظروں سے اس چارٹ کو دیکھا۔ نیلوفر کی کتاب کو اس کے ذہن سے نکالنے کے لیے اسے پہلے نیلوفر کے پبلشر کو ڈھونڈنا تھا۔

(میں نے اس کو کچھ کہا کیوں نہیں؟ وہ میرے منہ پہ مجھے جادوگرنی کہہ دیا.... اور میں دیکھتی رہ گئی۔ شیم آن یو تالیہ۔)

اس نے مارکر سے پبلشر لکھ کے سوالیہ نشان بنایا۔ اگر کتاب اگلے ماہ ریلیز ہو رہی تھی تو اب تک وہ پرنٹ میں جا چکی ہو گی۔ یہ سارا کام اس کا پبلشر خفیہ طور پہ کروا رہا تھا۔ کون تھا وہ پبلشر؟

(ہیری پوٹر کی جادوگرنی..... یہی کہا تھا نا اس نے مجھے؟)

اسے نہ صرف نیلوفر کا منہ بند کروانا تھا بلکہ اس پبلشر کو بھی ڈھونڈنا تھا۔ اگر کوئی نیلوفر کی کتاب اس موقع پہ تباہ کر سکتا تھا تو وہ پبلشر تھا۔ وہی نیلوفر کو سمجھا سکتا تھا کہ یہ کتاب اتنے اسکینڈلز سے بھری ہے کہ قانونی فرنٹ پہ ان دونوں کو متعدد کیسز کا سامنا ہو سکتا تھا۔ نیلوفر دیوالیہ ہو جاتی مگر تب تک صوفیہ رحمٰن بھی تباہ ہو چکی ہوتی۔

(میرے نزدیک تم ایک بے وقوف لڑکی ہو جو میرا بیک گراؤنڈ چیک کروا کے....) اس نے سر جھٹکا اور صفحے پہ نگاہیں مرکوز کیں۔ نیلوفر اپنی نفرت میں اتنی آگے جا چکی تھی کہ اسے اپنی پرواہ نہیں رہی تھی۔ بس کسی طرح صوفیہ تباہ ہو جائے۔ بعد کی وہ بعد میں دیکھے گی۔

اس نے مارکر بند کر کے رکھا اور چارٹ کا صفحہ پلٹ دیا۔ لکھا ہوا صفحہ پیچھے کو لٹکنے لگا اور سامنے نیا صفحہ آ گیا جس پہ پینٹنگ بنی تھی۔ اگر کوئی روم سروس میں سے آئے تو وہ یہی صفحہ دیکھے گا۔

(ایک ناشکری جادوگرنی.... جو دریا میسر ہونے کے باوجود اس پہ تالاب بنانے کی کوشش کرتی ہے....)

دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے (یس) کہا اور خود صوفے پہ بیٹھ گئی۔ ویٹر ٹرے اٹھائے اندر آیا۔

وہ چند لمحوں کے لئے ہی فارغ ہوئی تھی اور فوراً اسے کمرے کی ویرانی اور تنہائی محسوس ہوئی تھی۔

ویٹر کافی رکھنے لگا اور تالیہ نے موبائل کی اسکرین روشن کی۔

(جو دریا میسر ہونے کو باوجود اس پہ تالاب بناتی ہے۔ بٹ یو نو واٹ.....)

ای میلز کھولیں تو چند نئی ای میلز اس کے انتظار میں تھیں۔ اس نے پڑھے بنا ایک ایک کو مارک کر کے مٹا دیا۔

(تم کوئی ساحرہ نہیں ہو.....)

''میم.... پردے کھول دوں؟'' ویٹر نے ادب سے انگریزی میں پوچھا۔ پاؤں میز پہ رکھے بیٹھی تالیہ نے سر کو خم دیا۔ ویٹر آگے آیا اور پردے ہٹا دیے۔ صبح کی سفیدی تیزی سے اندر آئی تو تالیہ کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

(تم کوئی ساحرہ نہیں ہو.....)

اس نے موبائل رکھ دیا اور کنپٹیاں سہلائیں۔ اس آدمی کے الفاظ بار بار ذہن میں گونجتے تھے۔

(تم کوئی ساحرہ نہیں ہو نہ میں تمہارا ملازم ہوں۔)

وہ کمرے سے نکلنے پہ راضی نہ تھی اسی لیے ہاؤس کیپنگ کے عملے کو بلوا لیا تھا۔ دو میڈز اب جلدی جلدی کمرے کی صفائی میں لگی تھیں۔ ایک بیڈ شیٹ تبدیل کر رہی تھی اور دوسری ویکیوم لگا رہی تھی۔ وہ چپ چاپ بیٹھی ان کو دیکھے گئی۔

(یہ میرا ہوم ٹرف ہے۔ میرے ساتھ گیمز نہ کھیلو۔ تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے تو میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔)

گال تلے مٹھی رکھے اس کی باتوں کو سوچتے ہوئے تالیہ نے بھنویں چڑھا کے سر جھٹکا۔

اسے احمد نظام پہ غصہ آیا تھا۔ کتنے مان سے انہوں نے کہا تھا کہ وہ آدمی اس کی مدد کرے گا۔

(یہ میرا ہوم ٹرف ہے۔)

اور یہ کہ بے شک وہ تھوڑے عرصے سے ہی مصر میں رہائش پذیر ہوا ہے مگر وہ وہاں ہر ضروری شخص یا جگہ کو جانتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کیا کیا؟ وہ اسے چھوڑ کے چلا گیا۔ وہ احمد نظام کو واپس جا کے کہے گی ضرور کہ۔

(یہ میرا ہوم ٹرف ہے۔)

تالیہ کے ابرو اچنبھے سے اکٹھے ہوئے۔

ایک منٹ۔ کیا کہا تھا احمد نظام نے؟ وہ "کچھ ماہ" سے مصر میں مقیم ہے تو پھر مصر اس کا ہوم ٹرف کیسے ہوا؟

نہ وہ مصری تھا نہ برسوں سے وہاں مقیم تھا؟ پھر اس نے کیوں کہا کہ یہ اس کا ہوم ٹرف تھا؟

یا وہ کچھ اور کہہ رہا تھا؟

(دریا کے اوپر تالاب... ٹرف... ہیری پوٹر کی جادوگرنی.....)

وہ تیزی سے سیدھی ہوئی اور کھڑکی سے باہر دیکھا۔ اب وہ درختوں کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ دھوپ میں چمکتے نیلے تالاب کو دیکھ رہی تھی۔

"سنو؟" وہ ملازمہ کی طرف گھومی۔ ویکیوم کرتی عورت نے سر اٹھا کے اسے دیکھا اور ویکیوم کا بٹن آف کیا۔

"جی؟"

"قاہرہ میں....." اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ "قاہرہ میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں دریا کے اوپر تالاب بنا ہو؟ دریائے نیل کے اوپر... تالاب؟"

وہ ملازمہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ البتہ تکیے کا غلاف چڑھاتی دوسری ملازمہ نے فوراً کہا۔

"دریائے نیل پہ مصنوعی تالاب تو نہیں ہوتے لیکن....."

"لیکن؟" وہ سانس روکے منتظر تھی۔

"دریا میں جو کروز شپس cruise ships چلتی ہیں... ان کے عرشے پہ سوئمنگ پول بنے ہوتے ہیں۔"

"اور ان تالابوں کے ساتھ گھاس کے مصنوعی ٹرف بھی بنے ہوں گے' ہے نا؟"

میڈ نے سر ہلایا۔ "جی... یہ کروز شپ پورے ہوٹل ہوتے ہیں اور ان کے عرشے پہ ٹرف' سوئمنگ پول' ریستوران سب ہوتا ہے۔"

"اور... اور سیاح ان بحری جہازوں میں کمرہ لے کر... اس کو اپنا "گھر" بنا کے رہتے ہیں' ہے نا۔" وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا رہی تھی۔ (ہوم ٹرف۔) "کتنے کروز شپ ہوں گے اس وقت نیل کے دریا میں؟"

"بہت سے ہیں' مگر یہ پول اور گراس ٹرف وغیرہ صرف لگژری جہازوں پہ ہوتے ہیں۔"

"تھینک یو۔" اس نے جھٹ سے لیپ ٹاپ کھولا اور کی بورڈ پہ انگلیاں چلانے لگی۔ دریا پہ تالاب... ہوم ٹرف... وہ اس کو اپنی لوکیشن بتا رہا تھا۔ کہ جب وہ اس پہ اعتبار کرنے کے قابل ہو جائے تو اسے ڈھونڈ لے۔ تا کہ دولت صاحب کے

تعاقب کار اگر سن بھی رہے ہیں تو کچھ جان نہ پائیں۔

کیا وہ آدمی کوئی بات سیدھے طریقے سے نہیں کہہ سکتا تھا؟

اسکرین پہ اب دریائے نیل میں چلنے والی لگژری شپ کے ناموں کی فہرست جگمگا رہی تھی۔ یہ تو بہت سارے نام تھے۔اس کا دل ڈوبا۔وہ انہی میں سے ایک پہ اسے ملے گا.....مگر وہ کیسے معلوم کرے کہ جہان کا 'ہوم' ان میں سے کون سا تھا؟

اس نے بے چین نظریں اسکرین پہ اوپر سے نیچے دوڑائیں۔

Alexander the Great Nile Cruise

Nile Goddess Cruise

زہرہ نائل کروز

رادامیس دوم نائل کروز

Minerva Cruise

وہ کھلے دل سے مسکرا دی۔

وہ اسے منروا کروز پہ ملے گا۔

''منروا میک گانگال'' ہیری پوٹر کی ایک جادوگرنی کا نام تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا اور اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔اب وہ مزید تنہا نہیں رہنا چاہتی تھی۔

جانے سے پہلے اس نے کھڑکی کا پردہ سختی سے بند کر دیا۔تالاب اور درخت پھر سے چھپ گئے۔

☆☆==========☆☆

نیل کا دریا کسی سانپ کی طرح بھورے خشک ٹیلوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔

کہیں کہیں ان ٹیلوں کے کنارے سبزے سے بھرے ہوتے اور یوں لگتا کہ بھوری زمین کے درمیان بہتے دریا کے اطراف میں باریک سا سبز بارڈر بنا ہے۔

دریا کا پانی اس وقت سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا۔اس کے ساحل پہ ایک بڑا سا بحری جہاز کھڑا تھا جس سے لوگ اتر رہے تھے۔

بحری جہاز مستطیل تھا۔بالکل جیسے کوئی مستطیل عمارت ہو۔دور سے اس کی قطار در قطار کھڑکیاں دکھائی دیتی تھیں۔وہ کئی منزلہ تھا اور گراؤنڈ فلور پہ بالکل ہوٹلز کے داخلی دروازے کی طرح Entrance بنی تھی۔اندر جاؤ تو روشنیوں سے نہائی لابی

تھی۔ لاؤنج صوفے' ریسپشن ڈیسک.... لفٹ کے کھلتے بند ہوتے دروازے' ٹرے اٹھا کے گھومتے ویٹرز۔

منروا کی پہلی منزل پہ کسینو' ریستوران' بال روم اور کھانے پینے کے دیوان بنے تھے۔ اوپر والی تمام منزلوں پہ پرتعیش کمرے تھے جہاں مہمان ٹھہرتے تھے۔

جہاز کا عرشہ طویل سا تھا۔ اس پہ ایک طرف اوپن ائیر ریستوران بنا تھا جہاں میزوں کے گرد کرسیوں کے پھول بنے تھے اور دوسری جانب گھاس کی ٹرف تھی۔ اس کے پار بڑا سا سوئمنگ پول تھا جس کا نیلا پانی دھوپ میں چمک رہا تھا۔ پول کے چاروں طرف سفید چیئرز رکھے تھے مگر اس وقت وہاں کوئی لیٹا یا دھوپ سینکتا دکھائی نہ دیتا تھا کیونکہ یہ جہاز کے آف لوڈ کا وقت تھا۔ سات دن کے سفر کے بعد مہمان اتر کے واپس جا رہے تھے۔

سات دن تک جہاز نے خراماں خراماں نیل میں تیرتے ہوئے اپنے مہمانوں کو مختلف تاریخی مقامات اور اہرام دکھائے تھے۔ اب سفر ختم ہو چکا تھا اور عرشہ قریباً خالی تھا۔

ایسے میں وہ عرشے کی ریلنگ پہ تنہا کھڑا جھک کے دریا کو دیکھ رہا تھا۔ عقب سے آتی تالیہ کی طرف اس کی پشت تھی۔

''تم مجھے آسان الفاظ میں بھی بتا سکتے تھے کہ تم میرے ہوٹل میں تعاقب کاروں سے تنگ ہو۔''

سفید ہیٹ والی لڑکی گھاس پہ چلتی اس کے قریب آ کے رکی۔

ریلنگ پہ جھکے جہان نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ اس نے جینز میٹریل کی نیلی کالر والی شرٹ پہن رکھی تھی اور آستین کہنیوں تک چڑھائے ہوئے تھے۔ گہرے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور آنکھوں پہ ڈارک سن گلاسز تھے۔ اس لئے وہ اس کی آنکھوں کے تاثرات دیکھ نہ پائی۔

''تمہیں دو دن لگ گئے مجھے ڈھونڈنے میں۔''

تالیہ نے ہیٹ ترچھا کر کے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''آخری دفعہ آئی ہوں۔ اب تمہارا کوئی پزل حل نہیں کروں گی۔''

جواب میں اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ ''میں چاہتا تھا تم ان درختوں کی قید سے اپنا ذہن آزاد کرو اور کام پہ فوکس کرو۔ تم یہاں تک آ گئی ہو اس کا مطلب ہے کہ تم کام کے لیے تیار ہو۔''

تالیہ اچنبھے سے اس کو دیکھنے لگی۔ ہوا تیز تھی اور اسے بار بار اپنا ہیٹ سر پہ سختی سے جمانا پڑتا تھا۔ اسکرٹ اس کے ٹخنوں کے گرد ہوا سے پھڑپھڑا رہی تھی۔

''تم نے کہا تھا تم لوگوں کو بھی فکس کرتے ہو۔ تو تم مجھے فکس کر رہے تھے؟''

سن گلاسز پہنے کھڑا آدمی مسکرایا۔ ''کیوں؟ کیا تم دو دن پہلے کے مقابلے میں بہتر نہیں ہو؟''

وہ چپ ہو گئی۔ یہ وہ آدمی نہیں تھا جو اس سے پہلی دفعہ ملا تھا۔ شاید اب اس کو معلوم تھا کہ ارد گرد کوئی ان کا تعاقب نہیں کر رہا۔

''ہاں۔ میں بہتر ہوں۔ مگر تم....'' اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ ''تم بتاؤ.... تمہیں واقعی پیسے چاہئیں اس کام کے؟''

''میں پیسوں کے لئے کام نہیں کرتا' تالیہ۔ میں اپنے دوست کا مان رکھنے کے لئے یہ کروں گا۔ احمد نظام کا ایک ادھار ہے مجھ پہ۔''

''تو پھر تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا کہ تمہیں اتنے اور اتنے پیسے چاہئیں ہیں؟''

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے جہان نے مسکرا کے کندھے اچکائے۔

''I lie for a living.'' (جھوٹ بولنا میری نوکری ہے۔)

''ہوں.... مگر کسی نے مجھے کہا تھا کہ کچھ بھی مفت نہیں ملتا۔'' وہ جتا کے بولی۔ دونوں بحری جہاز کی ریلنگ پہ آمنے سامنے کھڑے تھے اور ان کے گرد ہوا بہت تیز تھی۔

''کچھ تو تم مانگو گے بدلے میں۔ نہیں؟''

''ہاں۔ تم میرے لیے ایک چیز کر سکتی ہو'' وہ بنا تامل کے بولا'' جب میں نے تمہارے بارے میں سنا اور احمد نظام نے مجھے تمہارے بطور ایک کون وومن ''ایکٹو'' دورانیے کی ٹائم لائن دکھائی....یعنی وہ تمام سال جن میں تم نے چوریاں کی تھیں.... تو میں نے نوٹ کیا کہ تم اس وقت کے ایل میں تھیں جب ایک رام کرشن نامی ایک ملائے آئیل ٹائیکون کے پرائیوٹ میوزیم سے ایک چوری ہوئی تھی۔ تین رنگوں کے ہیروں والا ایک کنگن جس میں اہرام کی صورت ہیرے جڑے تھے۔''

تالیہ ایک دم کھلکھلا کے ہنس دی۔

''The heist of three pyramids'' وہ مسکرا کے بولی۔ (تین اہرام کی چوری)

''اور میں جانتا ہوں حالم کہ وہ کنگن تم نے ہی چرایا تھا۔''

''اگر میں نے چرایا بھی ہو تو اب تک تو میں اسے بیچ چکی ہوں گی۔ نہیں؟'' معصومیت سے پوچھا۔ ''تمہیں تو دے نہیں سکتی۔''

''مجھے وہ کنگن نہیں چاہیے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے وہ کیسے کیا؟''

”تم یہ جان کے کیا کرو گے؟“ تالیہ نے مسکراہٹ دبا کے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

”کیونکہ اس میوزیم کی سیکیورٹی جس فرم کے ذمے تھی‘ وہ اس قسم کے ٹمپریچر Sensitive شیشے کے باکسز میں چیزیں ڈالتے ہیں کہ الارم بجائے بغیر ان کو کھولنا ناممکن ہوتا ہے۔ میں آج تک ایسا نہیں کر سکا۔ اس لیے میں اس واردات پہ بہت حیران ہوا تھا کیونکہ پہلی دفعہ ان کی فرم کی مہیا کی گئی سیکیورٹی میں ایسا بریچ ہوا تھا۔ وہ کنگن بنا کسی الارم کے شور کے یوں غائب ہوا جیسے کبھی اندر تھا ہی نہیں۔ میں تمہاری آخر تک مدد کروں گا۔ تمہیں صرف مجھے یہ بتانا ہوگا کہ تم نے وہ کیسے کیا؟“

وہ پھر سے مسکرا دی۔ ”تو تم مجھ سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو۔ تمہارے اس سوال کا جواب بہت آسان ہے‘ میں ایک فقرے میں تمہیں بتا سکتی ہوں‘ مگر....“ وہ رکی اور آنکھیں گھمائیں۔ ”میں نے ابھی بتا دیا تو تم مجھے چھوڑ کے چلے جاؤ گے۔ اس لیے میں تمہیں اس کا جواب کام کے بعد دوں گی۔“

”ظاہر ہے!“ وہ ابرو اچکا کے بولا۔

تالیہ نے گردن گھما کے ادھر ادھر دیکھا۔

”تو تم یہاں اس کروز پہ رہتے ہو؟ یہ تمہارا گھر ہے؟“

”میرا نہیں۔ یہ تمہارا گھر ہے۔ تمہیں.... بلکہ ہم دونوں کو کل سے یہاں آ کے رہنا ہوگا۔ ایک ہفتے کے لئے۔“

وہ چونکی۔ ”کیوں؟“

”کیونکہ تمہارے پاس صرف آٹھ دن ہیں۔ کل صبح نیلوفر بخت اپنی فیملی اور فرینڈز کے ساتھ اس کروز پہ سوار ہوگی۔ ایک ہفتے کے ٹور کے بعد جب کروز ساحل پہ اترے گی تو وہ اپنے گھر جائے گی اور سامان سمیٹ کے کینیڈا کے لئے روانہ ہو جائے گی۔ وہاں جا کے وہ اسائیلم (پناہ) کے لیے اپلائی کر دے گی‘ اپنی کتاب لانچ کرے گی اور ہمیشہ کے لئے تمہارے لوگوں کی پہنچ سے دور ہو جائے گی۔ اس لئے تمہیں اس کی کتاب اس کے دماغ ’دل جہاں سے بھی چرانی ہے‘ اسی کروز پہ اگلے سات دنوں میں چرانی ہے۔“

”اوہ!“ اس نے لب گولائی میں سکوڑے۔ ”تو ہم کہاں سے شروع کریں؟ میں نے کل اس کو فالو کیا تھا اور....“ وہ تیز تیز بتانے لگی۔ ”مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ انٹیک شاپ چلاتی ہے‘ دوستوں سے ملتی ہے‘ ہینگ آؤٹ کرتی ہے‘ شاپنگ کرتی ہے اور رات کو گھر چلی جاتی ہے۔ اس کی کتاب کو رو کنے سے پہلے ہمیں اس کی کتاب کا اصل مسودہ حاصل کرنا ہے اور اس کے پبلیشر کو ڈھونڈنا ہے تاکہ....“

جہان نے گلاسز اتارے اور افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''تم نے دو دن جن باتوں کو معلوم کرنے میں ضائع کیے ہیں' وہ تمہیں اس کے انسٹاگرام سے بھی معلوم ہو سکتی تھیں۔''

''اوہ.....اور تم نے کیا معلوم کیا ہے اس کے بارے میں دو دن میں؟'' تالیہ کا دوستانہ لہجہ طنز میں بدل گیا۔

جواباً وہ مڑا اور جوگرز سے گھاس پہ چلتے ہوئے میکانکی انداز میں کہنے لگا۔

''میں نے تمہاری طرح اس کے لنچ' کافی اور ڈنرز پہ اس کا تعاقب نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس کے فنانشل ریکارڈز دیکھے۔ کریڈٹ کارڈز کے بلز دیکھے۔ اور میرا خیال ہے وہ کوئی کتاب نہیں لکھ رہی۔ وہ صرف صوفیہ رحمٰن کو دھمکا رہی ہے تا کہ اپنی قیمت بڑھائے۔''

''نہیں۔ وہ واقعی کتاب لکھ رہی ہے۔''

''تو اس کا کوئی ثبوت تو ہونا چاہیے تھا۔'' وہ دونوں گھاس پہ ساتھ ساتھ چلنے لگے تھے۔ ''میں نے اس کی بینک اسٹیٹمنٹ میں کتاب کی ایڈوانس رائلٹی کے نام پہ کوئی پے منٹ نہیں دیکھی۔ بلکہ اس کو کوئی بڑی پے منٹ ملی ہی نہیں ہے۔ اس کے فون ریکارڈز میں کسی پبلشر یا لٹریری ایجنٹ کا نمبر نہیں ہے۔''

''پھر وہ ان سے واٹس ایپ یا ای میل پہ رابطہ کرتی ہوگی۔''

مگر وہ اس کو سنے بغیر بولے جارہا تھا۔'' اس کے گھر جو ڈاک موصول ہوتی ہے' اس میں کسی گھوسٹ رائٹر' صحافی یا پبلشر کا ایڈریس نہیں تھا۔ یونو' مجھے لگا شاید کوئی اس کی جگہ کتاب لکھ رہا ہو۔ کوئی گھوسٹ رائٹر۔ مگر نہیں۔ میں نے مصر میں انگریزی کتابیں چھاپنے والے اور کینیڈا کے بڑے لٹریری ایجنٹس سے بھی رابطہ کیا ہے۔ کوئی بھی اس سے رابطے میں نہیں ہے۔ چند لوگوں نے اس کو آفر کی تھی مگر کتاب میں عبدالرحمٰن پہ اتنے الزامات کا خطرہ ہے کہ نامور پبلشرز پیچھے ہٹ گئے کیونکہ صوفیہ ان پہ مقدمات کر دے گی۔''

''اس کا مطلب ہے کہ جو پبلشر اس کی کتاب چھاپ رہا ہے' وہ اس سے کسی دوسرے نام' اکاؤنٹ اور نمبر سے رابطے سے ہوگی اور پیسے لے رہی ہوگی۔''

''اگر ایسا ہوتا تو وہ فنانشلی اتنی کمزور نہ ہوتی۔ یہ ویکیشن بھی اس کے کسی مرد مداح نے اس کو بک کروا کے دی ہے۔'' بحری جہاز کی طرف اشارہ کیا۔'' یہ یاد رکھو تالیہ کہ کوئی بڑا پبلشر اس کی کتاب کو صوفیہ رحمٰن کو دکھائے اور اس کا کمنٹ لیے بغیر قانونی طور پہ نہیں چھاپ سکتا۔ کینیڈا جیسے ملک میں تو کبھی بھی نہیں۔''

''یعنی اس کا پبلشر اتنا بڑا رسک لے رہا ہے تو وہ بھی صوفیہ سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوگا جتنی نیلوفر کرتی ہوگی۔''

جہان نے گھاس پہ چلتے ہوئے گہری سانس لے کر شانے اچکائے۔ ''ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں نے اس کے شاپنگ

بلز بھی چیک کیے۔ وہ نہ کسی بک شاپ پہ جاتی ہے نہ قلم کاغذ خریدتی ہے۔ سوائے اس کی بچی کی اسٹیشنری شاپنگ کے اُس کے گھر کوئی کاغذ نہیں آتا۔"

"تو وہ لیپ ٹاپ پہ لکھتی ہوگی۔" وہ ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔ وہ رکا اور چبھتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"او کے۔ آپ بتائیں۔ آپ نے کیا معلوم کیا اس کے بارے میں؟" طنز سے کہہ کے وہ چلتے چلتے ایک جگہ رکا اور جوگر کی نوک سے گھاس کو مسلا۔ ایک چوکور سا قطع اکھڑنے لگا تو اس نے جوگر سے واپس اس کو درست حالت پہ کر دیا اور پھر سے چلنے لگا۔

"میں تو بس اس کے لنچ، ڈنرز، کافی اور لپ اسٹک نوٹ کر رہی تھی۔"

"تم سے یہی امید تھی مجھے۔" چلتے چلتے وہ دونوں پول کے کنارے آ چکے تھے جہاں خالی چیئر رکھے تھے۔ جہان نے گزرتے ہوئے ایک ترچھے رکھے چیئر کو ہاتھ سے موڑ کے سیدھا کیا اور اپنی کارروائی بیان کرنے لگا۔

"میں ان دو دنوں میں اس کے کانٹیکٹس، دوستوں، رشتے داروں کو بھی چیک کر چکا ہوں۔ اگر وہ بک پبلشنگ کے لئے کینیڈا جا رہی ہے تو وہاں موجود اس کا کوئی جاننے والا اس کے پبلشر سے آگاہ نہیں ہے۔ اگر وہ واقعی کتاب لکھ رہی ہے تو اس کتاب کی دوسری کاپی اس کے پبلیشر کے پاس ہوگی۔ مگر پبلیشر کون ہے اور کہاں ہے؟"

"واؤ تمہیں دو دن میں اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو گیا۔ تم ویسے کرتے کیا ہو؟"

جیبوں میں ہاتھ ڈالتے چلتا جہان مسکرایا اور نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"بتا چکا ہوں۔ مکینک ہوں۔"

"پہلے مجھے لگا کہ تم کسی مافیا کے لیے کام کرنے والے کرمنل ہو مگر نہیں۔"

وہ ایک دم اس کے سامنے آئی تو وہ رک گیا۔

ہیٹ والی لڑکی آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ "تم جاسوس ہو۔"

"اچھا اور یہ تمہیں میرے لنچ، ڈنرز اور کافی پہ تعاقب کر کے معلوم ہوا؟" جواب اطمینان سے آیا تھا۔

"دیکھو۔ تم صرف چند ماہ سے یہاں ہو۔ نام معلوم نہیں اصلی ہے یا جعلی... مگر تم جیسے لوگ اتنے ماہ میں اگر اتنے کانٹیکٹس بنالیں تو وہ انڈر کور آپریٹوز ہوتے ہیں۔ پہلی طرح کے انڈر کور آپریٹو مافیا یا برے لوگوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ مگر تمہیں پیسے نہیں چاہیے ہیں اس کا مطلب ہے تم اقدار اور روایات کا پاس رکھنے والے ہو اور تمہارا تعلق دوسری طرح کے آپریٹوز سے ہے جو حکومتی جاسوس ہوتے ہیں۔ کس حکومت کے یہ بتانا مشکل ہے مگر تم چور نہیں ہو۔ تم کون ہو میں بھی نہیں ہو۔ تم جاسوس ہو۔"

جہان کے تاثرات نہیں بدلے۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ کے ابرو اٹھا کے بولا۔

''اس کے علاوہ مزید کوئی گیس میرے بارے میں؟''

''تمہیں چیزیں فکس کرنا پسند ہیں۔ تم دوسروں کا انتظار کیے بغیر ان کو خود سے ٹھیک کرنے لگتے ہو،اس کا مطلب ہے تم نے زندگی کا ایک لمبا عرصہ اکیلے' خود انحصاری کرتے ہوئے گزارا ہے اور تم کسی پہ اعتبار نہیں کرتے۔''

''تمہاری بات رد کر کے میں تمہارا دل نہیں توڑوں گا لیکن....'' افسوس سے گہری سانس لی۔ ''آئی وش تم نے اپنی یہ Skills ٹیلو فریہ استعمال کی ہوتیں تو ہمیں پتہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کتاب کب اور کہاں بیٹھ کے لکھتی ہے۔''

کہہ کے وہ آگے بڑھا تو وہ اس طرح کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ پھر پیچھے سے پکارا۔

''وہ روز صبح اپنی لینٹیک شاپ کے آفس کے اندر بیٹھ کے اپنی کتاب لکھتی ہے۔''

جہان کے قدم وہیں زنجیر ہوئے۔ وہ آہستہ سے گھوما اور اس کی طرف چہرہ موڑا تو آنکھوں میں واضح حیرت تھی۔

''تمہیں کیسے معلوم؟ تم تو کل اس کی شاپ کے اندر تک نہیں گئی تھیں۔''

''کیونکہ جب تم اس کے فنانشل ریکارڈز' کریڈٹ کارڈز اور فلائٹ ڈیٹیلز کو کنگھال رہے تھے تو میں اس کی لپ اسٹک نوٹ کر رہی تھی۔''

سینے پہ بازو لپیٹے کھڑی لڑکی مسکرا کے کہہ رہی تھی۔

''تم اچھے جاسوس ہو لیکن نہ تم لڑکی ہو نہ تم کسی رائٹر کے فرینڈ رہے ہو ورنہ تم نوٹ کرتے کہ جب وہ کافی لے کر اپنی شاپ میں داخل ہوتی ہے تو اس کے کپ پہ اس کی لپ اسٹک کا کوئی نشان نہیں ہوتا۔ یعنی وہ کار میں کافی نہیں پیتی۔ کافی شاپ اس کی لینٹیک دکان سے دس منٹ کی ڈرائیو پہ ہے۔ جو لوگ ورک پلیس پہ جانے سے پہلے کافی لیتے ہیں وہ کار میں ہی اس کو ختم کر لیتے ہیں (کہتے ہوئے وہ رکی۔ کوئی یاد آیا تھا۔)....تا کہ آفس میں داخل ہو کے کام کے ساتھ ان کو کچھ پینا نہ پڑے اور وہ فریش ہوں۔ مگر وہ کون ہوتا ہے جس کو اپنے کام کے ساتھ ساتھ Caffine درکار ہوتی ہے؟''

وہ تھوڑی اٹھائے مسکرا کے اس سے پوچھ رہی تھی۔ ہوا سے اس کے ہیٹ سے نکلتے بال پھڑ پھڑاتے ہوئے پیچھے کو اڑ رہے تھے۔

''رائٹر!'' وہ دھیرے سے بولا۔

''بالکل۔ رائٹرز کو کیفین آکسیجن کی طرح چاہیے ہوتی ہے۔ اور میں ایک رائٹر کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گزار چکی ہوں۔ رائٹر صرف ان اوقات میں لکھتے ہیں جب وہ فریش ہوں اور ساتھ ساتھ چائے یا کافی پیتے ہیں۔ وہ اپنی کافی کو آفس کے اندر

لے کر جاتی ہے اور اسے اپنے کام کے ساتھ انجوائے کر کے پینا چاہتی ہے۔ باقی سارا دن نیلوفر کا مصروف گزرتا ہے۔ اگر وہ واقعی کتاب لکھ رہی ہے تو ذہن کی تازگی اسے صرف صبح کے ان اوقات میں میسر ہوتی ہے۔''

وہ دونوں ابرو اٹھا کے اسے دیکھتے ہوئے چند لمحے خاموش رہا۔ وہ انتظار کرتی رہی کہ وہ تعریف کرے گا مگر اس نے بے پرواہی سے شانے اچکا دیے۔

''او کے۔ کول۔ یعنی وہ واقعی کتاب لکھ رہی ہے۔ ٹھیک ہے ہم اس کا آفس چیک کر لیں گے۔ رات میں۔ کچھ نہ کچھ تو ملے گا وہاں سے۔'' پھر اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ ''اب مجھے چلنا چاہیے۔''

''مگر رات کو کب اور کیسے جانا ہے اس کی دکان میں؟ پلان تو ڈسکس کرو۔''

''ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔ شام میں تمہارے ہوٹل آؤں گا تو بات کریں گے۔ اپنے تعاقب کاروں سے پیچھا چھڑوا لینا پلیز۔''

تالیہ نے پتلیاں سکوڑ کے غور سے اسے دیکھا۔ ''تمہیں شاید کہیں پہنچنا ہے؟''

''اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اس سوال کا جواب دوں گا؟'' ابرو اچکا کے سنجیدگی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔ وہ سوچتی نظروں سے اس کا تعاقب کرنے لگی جو اب پول کے کنارے چلتا دور جا رہا تھا۔ اسے واقعی کہیں پہنچنے کی عجلت تھی۔

☆☆=========☆☆

شام کی نیلاہٹ قاہرہ پہ پھیلنے لگی تو ہوٹل کے تالاب کے ساتھ درختوں کے جھنڈ پہ پراسراریت چھانے لگی۔ اسی وقت تالاب اور اردگرد کی زرد روشنیاں ہوٹل کے عملے نے جلا دیں مگر سنہری ورق سے ڈھکے درخت مزید پراسرار دکھائی دینے لگے۔

پول کے اردگرد میز کرسیوں پہ مہمان بیٹھے شام کے قہوے سے لطف اندوز ہوتے نظر آ رہے تھے اور یہ منظر تالیہ کے کمرے کی کھڑکی سے صاف نظر آتا تھا۔

کھڑکی کے سامنے چھوٹی میز تھی جس کے گرد آمنے سامنے دو کرسیاں رکھی تھیں۔ وہ دونوں ان پہ بیٹھے تھے۔ جہان اپنے فون پہ کچھ دیکھ رہا تھا۔ پی کیپ اس نے نہیں پہن رکھی تھی اور گہرے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ فون اسکرین پہ انگلی چلاتے ہوئے وہ گاہے بگاہے ایک سنجیدہ نظر سامنے بیٹھی تالیہ پہ ڈالتا اور واپس اپنے موبائل کو دیکھنے لگتا۔

وہ البتہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ چونکہ جہان مقابل بیٹھا تھا تو اس کے سامنے تالیہ کے لیپ ٹاپ کی پشت تھی۔ وہ بھنویں بھینچے اپنی اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

ان باکس کھلا تھا اور ای میلز کی طویل قطار آج بھی موجود تھی۔ سب سے زیادہ ای میلز ایڈم کی تھیں۔ وہ کتنی دیر چبھتی نظروں سے ان کو دیکھتی رہی پھر ایک ایک کر کے ہر ای میل کو قطار میں مارک کیا اور ڈیلیٹ کا بٹن دبایا۔

''اگر ای میلز ڈیلیٹ ہی کرنی ہیں تو بار بار اپنا ان باکس کیوں کھولتی ہو؟''

تالیہ نے بری طرح چونک کے سر اٹھایا۔ وہ کرسی پہ ٹیک لگائے اپنے موبائل کو دیکھتے ہوئے سرسری سا تبصرہ کر رہا تھا۔ تالیہ نے بے یقینی سے اپنی اسکرین کو دیکھا اور پھر سر جھکائے بیٹھے جہان کو۔

''تمہیں کیسے معلوم کہ میں اپنی اسکرین پہ کیا کر رہی ہوں؟ ایک منٹ ایک منٹ!''

اس کے ماتھے پہ بل پڑے اور چہرہ سرخ ہوا۔

''وہ سم جو تم نے مجھے دی تھی' وہ صرف میری لوکیشن ٹریس نہیں کر رہی تھی بلکہ تم نے اس سے میرا فون اور ای میل بھی ہیک کر لیا ہے؟ تم یہ کیسے کر سکتے ہو؟ میں نے تم پہ اعتبار کر کے تمہارے ساتھ کام کرنا شروع کیا اور تم... تم میری پرائیویسی کو بریچ کرتے رہے ہو۔'' اس کے اندر جیسے غصہ ابل ابل رہا تھا۔ ایڈم کا سارا غصہ وہ اس پہ نکال رہی تھی۔

جہان نے آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا' پھر ابرو سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ تالیہ نے ناسمجھی سے گردن موڑی۔

اس کے پیچھے ڈریسنگ ٹیبل کا قد آور آئینہ آویزاں تھا جو اس کے لیپ ٹاپ کی اسکرین کا عکس واضح دکھا رہا تھا۔

تالیہ نے اب کے چہرہ آہستہ سے واپس موڑا۔ گالوں کی سرخی کم ہوئی مگر وہ پھر بھی گردن کڑا کے بولی۔

''ہاں تو مجھے کیا معلوم تم آئینے میں دیکھ رہے تھے یا تم نے میری اسکرین کو اپنے موبائل پہ mirror کر رکھا ہے۔''

ہاتھ سے بال کان کے پیچھے اڑسے اور شرمندگی چھپانے کو دوبارہ کندھے اچکائے۔ مگر اسکرین فوراً سے ٹھپ بند کر دی۔ (پتہ نہیں اس نے اور کیا دیکھا ہے میری اسکرین پہ)

''میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ تم کافی دیر سے ٹوئٹر پہ کسی کو اسٹاک کر رہی تھیں۔'' وہ نظریں اپنے فون پہ جھکائے پھر سے تبصرہ کر رہا تھا۔ تالیہ نے تھوک نگلا اور خفگی سے اسے دیکھا۔

''میں اپنا ٹوئٹر دیکھ رہی تھی۔ کسی اور کا نہیں۔''

''ایک نصیحت کروں' تالیہ؟ اگر تم پیچھے رہ جانے والوں سے رابطہ نہیں کرنا چاہتیں تو ان کو اسٹاک کرنا اور اپنا ان باکس کھولنا بند کر دو اور کام پہ فوکس کرو۔''

''اور میں تمہیں ایک نصیحت کروں' جہان؟'' وہ جواباً چمک کے بولی۔ ''تم مجھے میرے دوستوں کے بارے میں نصیحت نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ میرے اندر اس وقت کیا چل رہا ہے' میں کن حالات سے گزر رہی ہوں اور

میرے کیا مسئلے ہیں؟''

جہان کی موبائل پہ چلتی انگلیاں تھمیں۔آنکھیں اٹھا کے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔

''ہوٹل سے نکلو اور مین بلیوارڈ سے دائیں مڑو تو دوسرے بلاک میں ایک سائیکاٹرسٹ کا کلینک ہے۔چار پانچ سیشن لگا آؤ اس کے پاس۔امید ہے افاقہ ہوگا۔''

تالیہ نے ضبط سے لب بھینچے اور پھر کچھ سخت کہنے ہی لگی تھی کہ جہان کے موبائل کی ٹون بجی۔وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔

''نیلوفر اپنی شاپ بند کر کے جا چکی ہے۔اب اس کی شاپ میں ہم جا سکتے ہیں۔چلو۔'' وہ موبائل جیب میں ڈالتا اٹھا اور پی کیپ سر پہ جمائی۔

''ٹھیرو اپی تم وہاں سے واپس آ کے بھی کروا سکتی ہو۔ No Offence۔''

کندھے اچکا کے ازلی بے مروت انداز میں بولا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔تالیہ نے محض سر جھٹکا اور اپنا بیگ بیگ اٹھا کے کندھے پہ ڈالا۔

آج اسے نیلوفر کی کتاب کا مسودہ مل گیا تو وہ اس آدمی کو فارغ کر دے گی۔خوامخواہ وہ کیوں اس کی باتیں سنے؟

☆☆==========☆☆

رات کے سائے شہر پہ طویل ہو رہے تھے۔نیل کے دریا پہ بنے پل پہ روشنیوں سے جگمگاتی ٹریفک میں کمی تھی۔ایسے میں اس پوش علاقے کی اکثر دکانوں کی بتیاں گل ہو چکی تھیں۔چند دکانیں روشن تھیں۔

نیلوفر کی اینٹیک شاپ کا گلاس ڈور اندھیر نظر آتا تھا۔باہر کلوزڈ کا سائن منہ چڑا رہا تھا۔اندر شاپ خالی اور تاریک تھی۔

یکدم اندر سے کسی نے گلاس والز کے بلائنڈز ایک دم گرا دیے۔اب باہر سے اندر کا دکھائی دیتا منظر تاریک ہو گیا تھا۔

اندر...اندھیر شاپ میں دو پینسل ٹارچز جلی تھیں۔ایک جہان کے ہاتھ میں تھی اور وہ اس کو تنقیدی انداز میں چاروں طرف دیواروں پہ مار رہا تھا۔اندھیرے میں محض اتنا نظر آتا تھا کہ کہنیوں تک آستین چڑھائے وہ آفس کے دروازے کو لگے لاک کو دیکھ رہا تھا۔

تالیہ نے اپنی ٹارچ کی روشنی اس دروازے کے لاک پہ پھینکی۔پھر تنقیدی آنکھوں سے جہان کی نظروں کا تعاقب کیا جو لاک پہ جمی تھیں۔

''امید ہے تمہیں لاک پک کرنے آتے ہوں گے۔'' جتا کے بولی۔اس نے نظریں موڑ کے تالیہ کو دیکھا۔

''ہوں۔کچھ خاص نہیں آتے۔کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔'' طنز سے بولا تو تالیہ نے کندھے اچکائے۔وہ آگے بڑھا اور

لاک پہ ہاتھ پھیرا۔ وہ پیچھے سے کھنکھاری۔

''اس طرح کے لاک کو پک کرنے کے لئے کریڈٹ کارڈ.....''

کلک کی آواز آئی تو وہ رکی۔

وہ ناب گھماتے ہوئے مڑا اور مٹھی میں دبایا کریڈٹ کارڈ اسے دکھایا۔

''کیا کہا تم نے؟ کریڈٹ کارڈ؟'' اور جتا کے پنا کارڈ جیب میں ڈالا۔ (وہ منہ میں کچھ بڑبڑا کے رہ گئی)

جہان نے دروازہ کھولا اور بتی جلائی۔

ایک چھوٹا مگر بدنظم سا آفس روشن ہوا۔ وہ اس کو نظر انداز کر کے اندر داخل ہوئی اور تیزی سے ریک کی طرف بڑھی جہاں فائلز رکھی تھیں۔

''خدا کرے اس کا مسودہ یہیں ہو۔''

''نہیں ہوگا۔'' وہ خشک انداز میں کہتا کمپیوٹر ٹیبل کی طرف لپکا۔

''تمہیں کیسے پتہ؟'' وہ تیزی سے ایک ایک فائل ہٹا کے دیکھ رہی تھی۔ وہاں کاغذات کے ڈھیر لگے تھے۔

''کیونکہ اس کے کریڈٹ کارڈ یا دوسرے بلز میں کسی بک شاپ سے کاغذات منگوانے کا ریکارڈ نہیں ہے۔ وہ قلم کاغذ سے لکھنے والے رائٹرز میں سے نہیں ہے۔''

وہ کمپیوٹر اسکرین کو روشن کیے چیئر سنبھال چکا تھا۔ تالیہ نے پلٹ کے تلخی سے اسے دیکھا۔

''مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ ایسے ہی اپنا مسودہ نہیں چھوڑ دے گی۔ میں صرف ان ریکس کے پیچھے کوئی خفیہ سیف تلاش کر رہی ہوں۔ اوہ مگر تم کبھی چور رہے ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا۔''

وہ اب پنجوں کے بل نیچے بیٹھی ریکس کے پیچھے دیوار پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ جیسے ٹٹول کے محسوس کر رہی ہو۔

جہان نے جواباً صرف سر جھٹکا اور روشن مانیٹر کی طرف توجہ مبذول کر دی۔ ساتھ ہی اس نے ایک یو ایس بی ڈیوائس سسٹم میں داخل کی۔

''تم ہیکر ہو؟''

''ونڈوز کا پاسورڈ کھولنا بچوں کا کام ہے۔ اگر میں ہیکر ہوتا تو اس کے ای میلز بھی کھول چکا ہوتا اور مجھے یہاں نہ آنا پڑتا۔''

وہ جو دیوار پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ٹٹول کے کچھ محسوس کر رہی تھی دفعتاً رکی۔ اسے ایک آواز آئی تھی۔

قدموں کی آواز۔

جیسے ربڑ کے گیلے جوتوں سے چلو تو ان میں پھنسے پانی کے باعث چیں چیں کی آواز آتی ہے.....

قدموں کی آواز.... باری باری اٹھتے قدم......

''شش....'' وہ تیزی سے اٹھی۔ جہان نے چونک کے گردن موڑی۔ وہ لبوں پہ انگلی رکھے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ آنکھوں میں چوکنا پن تھا۔

''تم نے سنی یہ آواز؟''

خاموشی چھا گئی تو وہ دھیرے سے بولی۔ پھر تیزی سے باہر نکلی۔

دکان اندھیر تھی۔ اس نے بلائنڈ کی جھری سے باہر جھانکا۔

سڑک سنسان تھی۔ دکان کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا۔ جیسے ابھی جہان نے کیا تھا۔ پھر وہ قدموں کی آواز کس کی تھی؟ وہ الجھن سے پلٹی تو جہان پیچھے کھڑا تھا۔ ایک دم اسے سر پہ کھڑے پا کے اسے ہلکا سا جھٹکا لگا۔ پھر گہری سانس لی۔

''کیا ہوا؟''

''مجھے لگا کوئی ہمارے تعاقب میں آ رہا ہے۔''

''اگر تمہیں کوئی خفیہ سیف نہیں مل رہا تو بہانے نہ بناؤ اور مجھے کام کرنے دو۔ میرے پاس پوری رات نہیں ہے ضائع کرنے کو۔'' سختی سے کہہ کے وہ مڑا اور اندر چلا گیا۔ تالیہ نے پریشانی سے گردن موڑ کے اندھیر دکان کو دیکھا۔ اسے واقعی آواز سنائی دی تھی۔

ایک دفعہ پھر وہ ریکس کے پیچھے دیواریں ٹٹولنے لگی۔ وہاں کوئی خفیہ سیف نہ تھا۔ اس نے کاغذات الٹائے پلٹائے۔ وہ دفتری حساب کتاب کی فائلز تھیں۔ دراز کھولے اور چیزیں کنگھالیں۔ کچھ بھی قابل ذکر نہیں تھا۔

وہ البتہ ابھی تک کمپیوٹر پہ لگا تھا۔ اس کی پشت تالیہ کی طرف تھی۔ وہ ریک میں کتابیں اور فائلز واپس جوڑ رہی تھی جب اس نے دوبارہ وہی آواز سنی۔

گیلے ربڑ کے جوتوں سے فرش پہ قدم اٹھانے کی آواز۔

وہ چونکی۔

''کوئی ہے جہان۔'' اس نے چونک کے گردن ادھر ادھر موڑی۔ ''سنو.... کوئی قدم اٹھا رہا ہے....''

کمپیوٹر کی بورڈ پہ چلتی اس کی انگلیاں تھمیں۔ وہ آہستہ سے مڑا' غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر کھڑا ہوا اور اسے اشارہ

کیا۔

''بیٹھو۔''

''باہر کوئی ہے۔ تمہیں آواز نہیں آ رہی کیا؟''

''تالیہ......'' وہ ذرا نرمی سے بولا۔ ''کوئی آواز نہیں ہے۔ ادھر بیٹھو۔''

''مگر مجھے سنائی دے رہی ہے۔'' اس نے پریشانی سے دروازے کو دیکھا۔ ''مجھے چیک کرنے دو۔'' وہ آگے بڑھنے لگی جب وہ آواز بند ہو گئی۔ اس نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ ''میری senses بہت شارپ ہیں۔ مجھے واقعی آواز سنائی دی تھی۔''

''لیکن میں ابھی تمہارے پیچھے آ کے کھڑا ہوا تو میرے قدموں کی آواز تمہیں نہیں آئی تھی۔''

وہ سن رہ گئی۔ بالکل شل۔

''ادھر بیٹھو۔'' اس نے کرسی آگے کی تو تالیہ کے کندھے ڈھیلے پڑے۔ وہ دھیرے سے کرسی پہ بیٹھی۔ جہان نے ایک دوسری کرسی کھینچی اور اس کے سامنے بیٹھا پھر غور سے اس کے سراسیمہ الجھے چہرے کو دیکھا۔

''کوئی آواز نہیں آ رہی ہے۔ یہ صرف تمہارے دماغ میں ہے۔''

''میں......'' اس نے لب کھول کے کچھ کہنا چاہا مگر وہی درختوں کے جھنڈ والی کیفیت خود پہ طاری ہونے لگی۔ وہی جیل کا کمرہ۔ حفان...... سلاخوں والا دروازہ...... اسے لگا اس کے ہاتھ کپکپانے لگے ہیں۔

''میرا خیال ہے تمہیں PTSD ہے۔'' وہ اتنی نرمی سے کہہ رہا تھا کہ چند لمحے وہ اس کو پہچان بھی نہ سکی کہ یہ وہی آدمی تھا۔ ''ٹراما کے بعد کا اسٹریس ڈس آرڈر۔ اسی لئے میں نے تمہیں مشورہ دیا تھا لڑکی کہ بھاگ جاؤ یہاں سے اور خود کو فکس کرو۔ ورنہ گورنمنٹ تو تمہیں ہمیشہ استعمال کرتی رہے گی۔ یہ تمہیں کبھی آزاد نہیں کریں گے۔ تم کسی ٹراما سے گزری ہو اور تمہیں یہ جاب لینے سے پہلے اپنے آپ کو ذہنی طور پہ تندرست کرنا چاہیے تھا۔''

اس نے کپکپاتے ہاتھ سختی سے باہم جکڑ کے غصے سے اسے دیکھا۔

''تمہیں لگتا ہے میرے پاس آپشن ہے؟ تمہیں لگتا ہے میں یہاں خوشی سے کام کر رہی ہوں؟''

''مگر تمہیں اپنے دوستوں کی ای میلز پڑھنی چاہیے تھیں۔''

''دوست؟ ایسے ہوتے ہیں دوست؟'' اس کا چہرہ احساسِ توہین سے سرخ ہوا۔

''میں...... میں قید میں تھی اور وہ تینوں اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ مجھے ڈھونڈنے میرے پیچھے کوئی نہیں آیا' جہان۔ کہاں

تھے میرے دوست جب میں مشکل میں تھی۔انہوں نے میرے لئے کوشش کیوں نہیں کی۔وہ اس سیف ہاؤس کو ڈھونڈ سکتے تھے۔داتن ڈھونڈ سکتی تھی۔ایڈم میرے لئے آواز اٹھا سکتا تھا۔اور وان فاتح.....وہ ایک دفعہ میرے لئے کوشش تو کرتے۔مگر کوئی نہیں آیا۔"

"ہر کہانی کی ایک دوسری سائیڈ بھی ہوتی ہے۔ہو سکتا ہے ان کی کوئی مجبوری ہو اور....."

"مجبوری؟ مائی فٹ۔" وہ دبا دبا سا چلائی۔"ایک انسان پہ جیل میں کیا بیتتی ہے جب اسے اس کے اپنوں سے دور کر دیا جائے اسے مارا جائے اسے روز ذہنی ٹارچر سے گزارا جائے تفتیش کے نام پہ....تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔"

وہ جو کرسی پہ آگے کو جھکے بیٹھا تھا چند لمحے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔پھر سر کو اثبات میں خم دیا۔

"واقعی۔میں اندازہ کیسے کر سکتا ہوں۔"

تالیہ نے نفی میں سر ہلایا۔اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔

"کوئی نہیں آیا میرے لئے۔کوئی نہیں آیا تالیہ کو بچانے۔اگر وہ لوگ اس حال میں ہوتے تو تالیہ ان کے لئے آتی۔تالیہ ان کے لئے کئی دفعہ آ بھی چکی ہے۔میں ان سب کو ان کے مسئلوں سے نکال کے لائی ہوں اور جب میری باری آئی تو میں اکیلی تھی۔میں دوستوں کے لئے کس حد تک جاتی ہوں اور وہ ایک حد بھی نہ پھلانگ سکے۔کیسے دوست ہیں میرے۔" وہ نفی میں سر ہلاتی صدمے سے کہہ رہی تھی۔"میں ان میں سے کسی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی اب۔"

"ہو سکتا ہے انہوں نے تمہارے لئے کوشش کی ہو۔"

"نہیں کی۔کسی نے نہیں کی۔اور جانتے ہو کون کوشش کرتا میرے لئے؟" وہ گیلی آنکھوں سے اسے دیکھ کے بولی۔

"میرے بابا۔مراد راجہ۔صرف وہ شخص کوشش کرتا میرے لئے۔غلط یا صحیح وہ کسی بھی طرح سے مجھے اس جہنم سے نکالنے کی کوشش کرتا۔"

وہ نیم روشن کمرے میں دو کرسیوں پہ آمنے سامنے بیٹھے تھے اور وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تو وہ کیوں نہیں آئے؟"

تالیہ چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔"وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

"اوہ۔آئی ایم سوری۔"

تالیہ نے ہولے سے سر جھکا۔تعزیت کرنے والے کو وہ اپنے جملے کا مطلب نہیں سمجھا سکتی تھی۔

"میرے دوستوں کے نزدیک میرا باپ ایک برا انسان ہے۔وہ بھی ٹھیک ہیں۔میرے باپ نے اپنے لوگوں سے

غداری کی‘اپنے مفاد کے لئے اپنے دشمن سے جاملا۔اگر میں ایڈم کو کہوں کہ مجھے اپنے باپا سے محبت ہے تو وہ مجھ پہ حیران ہو گا۔شاید وہ مجھے ناپسند کرنے لگے۔“

”تمہارا باپ کے غدار ہونے میں تمہارا قصور نہیں ہے‘تالیہ۔ہمارے باپ ہمیں ڈیفائن نہیں کرتے۔ہمارے اپنے اعمال کرتے ہیں۔“وہ آہستہ مگر مضبوط لہجے میں بولا۔تالیہ نے دکھ بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

”تم نہیں سمجھ سکتے۔مجھے اپنے باپا سے بہت محبت ہے۔مگر میں نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔پھر بھی اگر ان کو معلوم ہوتا کہ میں قید ہوں تو وہ میرے لیے آتے۔“

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

”اٹس او کے۔تمہیں ان سے محبت ہونی بھی چاہیے۔ہمارے والدین کو اللہ نے ہماری پسند اور مرضی سے نہیں بنایا ہوتا۔وہ ہمیں جن خوبیوں خامیوں کے ساتھ ملتے ہیں‘ہمیں ان کو اسی طرح قبول کرنا ہوتا ہے۔ہمارے دنیا میں آنے سے پہلے بھی ان کی ایک زندگی تھی جس کے بارے میں ہم کبھی نہیں جان سکیں گے اور ہماری بھی ایک زندگی ہے جس کو وہ کبھی نہیں جان سکیں گے۔ہم دونوں کو ایک دوسرے کو جیسا وہ ہے‘اسی کی بنیاد پہ اس سے محبت کرنی ہوتی ہے۔“

”لیکن دوست ایک دوسرے سے ایسی غیر مشروط محبت نہیں کر سکتے۔شاید اسی لئے میرے دوست میرے لیے نہیں آئے کیونکہ وہ مجھ جیسی کون وومن کے ساتھ اپنے نام کو داغدار نہیں کرنا چاہتے تھے۔“

وہ تکلیف سے کہہ رہی تھی۔اس کی سیاہ آنکھوں کی نمی اس کے کرب کو ظاہر کرتی تھی۔

وہ چند لمحے خاموشی سے اس کے چہرے کا مطالعہ کرتا رہا‘پھر تھوڑی تلے مٹھی رکھی اور اسی طرح آگے کو جھکے بیٹھے کہنے لگا۔

”احمد نظام کہتے ہیں تم خود کو بنگارایا ملایو کہتی ہو۔ملایا کا پھول؟“

”میں ہوں بھی!“گیلی سانس ناک سکوڑ کے اندر کھینچی اور ٹوٹے پھوٹے فخر سے گردن کڑانی چاہی مگر آنکھوں کی نمی......وہ کچھ نہیں کرنے دے رہی تھی۔

”نہیں‘تالیہ۔“وہ سوچتے ہوئے اسے دیکھ کے کہہ رہا تھا۔”تم درخت ہو۔اور میں نے ایک دفعہ ایک نظم پڑھی تھی جس نے مجھے یہ بتایا تھا کہ اگر انسان درخت جیسا ہے تو اس کے کچھ دوست پتوں جیسے ہوتے ہیں۔بظاہر خوشنما لگنے والے یہ پتے اپنی خوراک اسی درخت سے چوس رہے ہوتے ہیں اور جیسے ہی سخت موسم آتا ہے‘وہ سب سے پہلے جھڑ جاتے ہیں۔“وہ مدھم آواز سے کہہ رہا تھا اور وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”کچھ دوست شاخوں کی طرح ہوتے ہیں۔وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ رہیں گے اور تم سے......یعنی درخت

سے.... ساری توانائی اور خوراک لے کر جب یہ پھیلنے لگتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ درخت کا قد اور شان بڑھا رہے ہیں حالانکہ یہ صرف خود کو بڑھا رہے ہوتے ہیں۔ یہ موسم کی سختی برداشت کر لیتے ہیں مگر کوئی دوسرا آ کے ان پہ دباؤ ڈالے تو اس کا وزن نہیں سہہ سکتے اور ٹوٹ کے گر جاتے ہیں۔ ایسی کمزور شاخیں بھی ان خوشنما پتوں کی طرح بے کار ہوتی ہیں۔ تمہیں ان دونوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اور تیسری قسم کے دوست؟"

"وہ جڑوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ تمہارے قدم مضبوط کرتے ہیں۔ موسم کی تبدیلی یا لوگوں کی باتیں' کوئی بھی ان پہ اثر نہیں کرتی۔ وہ تمہیں تمہاری زمین سے جوڑے رکھتے ہیں۔ ان کو کوئی نمود و نمائش یا تعریف نہیں چاہیے ہوتی۔ وہ تم سے کوئی فائدے نہیں لیتے۔ وہ بس تمہیں گرنے سے بچانے کے لئے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ تمہیں' تالیہ' یہ ڈیسائڈ کرنا ہے کہ تمہارے کون سے دوست پتے ہیں' کون شاخ اور کون تمہاری جڑ ہے۔"

"اور میں یہ فیصلہ کیسے کروں؟"

"تم فی الحال PTSD سے گزر رہی ہو۔ ڈپریشن میں ہو۔ اور...."

"اور اگر میں اچھی مسلمان ہوتی' تو میں اس کیفیت سے دعاؤں اور عبادتوں سے نکل آتی۔ ہے نا۔" اس نے تلخی اور خود ترسی سے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"ڈپریشن کا تعلق آپ کے اچھے مسلمان ہونے یا نہ ہونے سے نہیں ہے۔ یہ ایک بیماری ہے۔ مذہبی لوگ تمہیں بتائیں گے کہ یہ خدا سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ نماز قرآن سے ٹھیک ہو جائے گا مگر ایسا نہیں ہوتا۔ دعا ہر چیز کے لئے ضروری ہے' اس میں بھی کرنی چاہیے مگر جیسے بخار سے کینسر تک ہر جسمانی بیماری کے لئے ہم اسکالرز کی بجائے ڈاکٹرز کے پاس جاتے ہیں ویسے ہی ڈپریشن یا PTSD کا علاج ضروری ہوتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے مگر یہ دماغ کی بیماری ہے۔ تمہیں تھیراپی کی ضرورت ہے۔"

"تم چاہتے ہو میں تھیراپی کرواؤں؟ یہاں؟ اس ملک میں؟" اس نے آنکھیں رگڑیں اور خفگی سے بولی۔

وہ گھما پھرا کے بات وہیں لے آیا تھا کہ سائیکاٹرسٹ سے چیک کرواؤ۔

"ہاں۔ تمہیں ایک Shrink کی ضرورت ہے جو تمہیں فکس کر سکے مگر تمہارے جیسے ذہن والے انسان کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی عام شخص کی بات نہیں سنتا۔ تمہیں کسی ایسے Shrink کی ضرورت ہے جو جانتا ہو کہ تمہارے جیسی زندگی گزارنا کیسا ہوتا ہے۔ مختلف نام... مختلف شناختیں.... ہر قدم پہ جھوٹ.... اپنی جان بچانے کے لئے بھاگتے رہنا.... اور ہر منٹ پکڑے

جانے کے خوف سے لڑنا....ایک اندھے راستے پہ مسلسل چلتے رہنا۔" اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں تو تالیہ نے گیلی پلکیں رگڑ کے غور سے اسے دیکھا۔

"اور تم جانتے ہو کہ یہ سب کیسا محسوس ہوتا ہے؟"

جہان نے آنکھیں کھولیں اور دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم مجھے اپنا Shrink بنا سکتی ہو۔ تمہیں جو بھی کہنا ہے مجھے کہہ دیا کرو۔ آخر میں، میں تمہیں تمہارے دوستوں کے بارے میں کسی فیصلے پہ پہنچنے میں مدد دوں گا۔ میں پہلے ہی تمہارے بارے میں کافی کچھ جانتا ہوں اور قید کے بعد کا PTSD بھی سمجھ سکتا ہوں۔ تمہیں اپنے ملک اور دوستوں سے دور ایک Oulet چاہیے جہاں تم اندر ابلتی ساری فرسٹریشن کو نکال سکو۔ ٹرائی می۔ کیونکہ مجھے راز رکھنے آتے ہیں۔"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ وہ اس دوران پہلی دفعہ مسکرائی اور نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تمہاری کوئی فیملی ہے جہان؟ دوست؟ گھر والے ہیں؟" اس نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

جواب میں اس نے گہری سانس لی۔ "ہیں نہیں، تھے۔ مجھے بچپن میں میرے ماں باپ نے abondon کر دیا تھا۔ میں یتیم خانے میں پلا بڑھا۔ دوست نہیں بنائے مگر کالج میں ایک لڑکی پسند تھی مجھے۔ ایک حادثے میں اس کی ڈیتھ ہو گئی۔ چونکہ میں ڈرائیو کر رہا تھا تو خود کو ذمہ دار سمجھنے لگا۔ اس دکھ سے نکلنے میں مجھے عرصہ لگا اس لئے نہ شادی کی نہ دوبارہ دوست بنائے۔"

وہ سادگی سے بتا رہا تھا۔ تالیہ چپ چاپ اسے دیکھے گئی۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"ظاہر ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ میں تمہارا شرنک ہوں، تم میری شرنک بننے کی کوشش نہ کرو۔ سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔"

رکھائی سے کہہ کے اٹھ گیا تو اس نے خفگی سے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"میں خود ہی جان لوں گی۔"

"تمہارے اس میلوڈرامے میں بہت وقت ضائع ہو گیا ہے۔ چلو اٹھو اور اب کام کرو۔ اٹھو یہ میری جگہ ہے۔"

دوبارہ زور سے کہا تو وہ جلدی سے اٹھی۔ جہان نے سنجیدگی سے گھڑی دیکھتے ہوئے کرسی سنبھالی اور کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ آنکھیں رگڑ کے جلدی جلدی ریک کے کاغذات دیکھنے لگی۔

''اس کے کمپیوٹر پہ کچھ نہیں ہے۔ای میل پاسورڈز تک نہیں ہیں۔نہ ہی کوئی ورڈ فائل ہے۔مگر...'' وہ اسکرین کو دیکھ کے کہہ رہا تھا۔''براؤزر ہسٹری میں گوگل ڈرائیو کا لنک بار بار دکھائی دے رہا ہے۔نیلوفر کافی اسمارٹ ہے۔وہ گوگل ڈرائیو پہ کتاب لکھ رہی ہے اور اسی طرح پبلشر سے شیئر کرتی ہوگی تاکہ ڈیٹا کسی بھی کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کے بجائے صرف گوگل پہ محفوظ رہے اور اس سال سے تو گوگل کی سیکیورٹی اتنی ٹائٹ ہو چکی ہے کہ ڈرائیو کو ہیک کرنا بہت مشکل ہے۔یہاں آنا بے کار رہا۔'' وہ کمپیوٹر آف کرتے ہوئے تلخی سے کہہ رہا تھا۔

''بے کار نہیں رہا۔یہ دیکھو۔''

وہ چونک کے مڑا تو دیکھا' تالیہ ایک میگزین کھولے کھڑی تھی۔وہ اٹھا اور اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔پھر اس رسالے کو دیکھا۔وہ ملائیشیا کا ایک سیاسی میگزین تھا اور اس کے سرورق پہ داتو سری عبدالرحمن کی تصویر تھی۔تصویر پہ سرخ پین سے بے تحاشا کانٹے لگا کے چہرہ مسخ کیا گیا تھا۔تالیہ دھیرے دھیرے صفحے پلٹا رہی تھی۔ہر وہ صفحہ جہاں عبدالرحمن اس کی پہلی بیوی اور صوفیہ کی تصویر ہوتی وہاں سرخ کانٹے لگے ہوتے۔اتنی دفعہ رگڑ رگڑ کے کھینچی سرخ لکیروں نے کئی جگہ سے صفحے کو پھاڑ بھی دیا تھا۔

''اس میں کیا خاص بات ہے۔وہ اس خاندان کی نفرت میں ہی کتاب لکھ رہی ہے'سب کو معلوم ہے۔''

تالیہ نے میگزین بند کیا اور سنجیدہ چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

''نہیں۔یہ صرف نفرت نہیں ہے۔کوئی صرف نفرت میں یہ نہیں کرتا۔یہ غصہ'نفرت'انتقام سب کچھ ہے اور جو عورت اس طرح دو سال سے داتو سری کے خلاف روز ایک گھنٹہ لگا کے کتاب لکھتی ہے'اس عورت کو ہم خاموش نہیں کرا سکتے۔پیسہ دے کر یا ڈرا دھمکا کے اس کے ذہن سے اس کتاب کو نہیں نکال سکتے۔ہم نیلوفر بخت کو نہیں روک سکتے۔''

''تو ہمیں اس کے پبلشر کو روکنا ہوگا۔'' وہ سمجھ رہا تھا۔

''ہاں۔اب ہمیں نیلوفر کے پبلشر کو استعمال کرنا ہوگا۔''

''اور اس سب کے لئے ہمیں پہلے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کا پبلشر ہے کون۔''

وہ جتا کے کہہ رہا تھا۔خاموش نیم روشن آفس کی دیواریں ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں جو واپس Square ون پہ آ کھڑے تھے'جہاں سے شروع ہوئے تھے۔

نیلوفر بخت کا پبلشر کون تھا جو ہر ممکنہ ہرجانے کے خطرے کو نظر انداز کیے'اس کی کتاب چھاپنے کو تیار تھا؟ جو سب کچھ داؤ پہ لگا کے عبدالرحمن کے خاندان کو تباہ کرنے کے لئے نیلوفر کا ہم رکاب ہو؟

ایسا شخص کون ہو سکتا تھا؟

اس سوال کا جواب دونوں میں سے کسی کے پاس نہیں تھا۔آفس کی دیواریں بھی اپنے راز چھپائے خاموشی سے کھڑی تھیں۔

☆☆=========☆☆

نیل کا پانی اس صبح دھوپ سے چمک چمک رہا تھا۔دریا کے وسط میں ساحرہ منروا اپنے پورے حجم کے ساتھ تیرتی دکھائی دے رہی تھی۔ جہاز پہ سوار مہمان کمروں میں بیٹھے کھڑکیوں سے پانی کو دیکھتے سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ایسے میں اگر کسی کو وسط سفر میں سوار ہونا ہوتا تو وہ چھوٹی سی کشتی میں آتا اور جہاز میں سوار ہو جاتا مگر یہ سہولت بہت مشکل سے میسر آتی تھی۔البتہ یہ جہان کو یہ آسانی سے حاصل تھی کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ اسے روز دوپہر میں شہر واپس جانا ہوگا دو تین گھنٹے کے لئے۔

''کیوں؟ تمہارا ہر روز ایسا کیا کام ہوتا ہے شہر میں؟''

وہ دونوں تالیہ کے کمرے میں آمنے سامنے کھڑے تھے اور وہ مشکوک انداز میں پوچھ رہی تھی۔وہ ابھی ابھی آیا تھا جبکہ وہ صبح سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''مکینک ہوں۔پیسے بھی تو کمانے ہوتے ہیں۔روز کے دو تین گھنٹے کام ضروری ہوتا ہے۔باقی سارا دن تو تمہیں دے رہا ہوں نا۔'' وہ آج بھی اپنی پی کیپ سر پہ جمائے' کہنیوں تک آستین فولڈ کیے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سامنے کھڑا سنجیدہ نظر آرہا تھا۔رات والے جہان سے بالکل مختلف۔

''ہاں بالکل تم مکینک ہو۔''وہ طنز سے مسکرا کے بولی۔

تالیہ کا منروا کروز میں موجود یہ کمرہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے کمرے جیسا تھا۔ایک طرف ڈبل بیڈ بچھا تھا۔دوسری طرف اٹیچ باتھ۔اور گول کھڑکی کے آگے آمنے سامنے کرسیاں میز رکھی تھیں۔کھڑکی سے دور تک بہتا دریا دکھائی دیتا تھا۔ایک دروازہ باہر گیلری میں بھی کھلتا تھا جہاں کھڑے ہو کے نیچے بہتا دریا دیکھا جا سکتا تھا۔

''اب تم آ ہی گئے ہو تو پلان دہرا لیں؟''وہ کان میں ننھا ائیر پیس جماتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''مجھے ویسے تمہارے پلان کی کامیابی کا اتنا یقین نہیں ہے۔''وہ ناخوش لگ رہا تھا۔جواباً تالیہ نے سیاہ کوٹ بیڈ سے اٹھاتے ہوئے شانے اچکائے۔

''تالیہ کے پاس ہمیشہ اگلا پلان بھی ہوتا ہے۔''کوٹ پہن کے اس نے ایک والٹ اٹھایا اور اندر موجود کارڈ سامنے لہرایا

''میں اس ہوٹل کی ایک جونیئر مینیجر ہوں اور میں اس وقت نیلوفر کے کمرے میں روم سروس کے حوالے سے جاؤں گی۔ وہ کمرے میں نہیں ہوگی بلکہ ہوٹل کی چھت پہ.....''

''اوتیل.....'' اس نے تصحیح کی تو وہ بولتے بولتے رکی۔ پھر لہجے کو عربی بنا کے بولی۔

''وہ اوتیل کی چھت پہ کیفے میں ہوگی۔ اس وقت اس کا روم خالی ہوگا۔ میں کمرے کی انسپیکشن کروں گی کیونکہ گیس لیکیج کے خطرے کی اطلاع ہمیں ملی ہے۔ اس بہانے میں اس کا کمرہ چیک کرلوں گی۔''

''اور اگر وہ آ گئی؟''

''اسی لئے تو یہ کارڈ بنوایا ہے۔ میں اوتیل کی ملازمہ ہوں۔ جونیئر مینیجر سلمٰی ابراہیم۔''

گردن کڑا کے مسکرائی۔ سیاہ اسکرٹ اور سفید بلاؤز پہ سیاہ کوٹ پہنے' وہ سیاہ باب کٹ بالوں کو چہرے کے دونوں اطراف میں گرائے' سبز آنکھوں کے ساتھ مطمئن نظر آ رہی تھی۔ کل ہی اس نے بال ماتھے سے کٹوائے تھے۔ جہان نے اسی ناخوشی سے اسے دیکھا۔

''اگر اس نے تمہیں پہچان لیا؟''

''اول تو میں اتنی مشہور نہیں ہوں۔ وان فاتح کی کیمپئین مینیجر تھی اور دو تین دفعہ ہی خبروں کی زینت بنی ہوں۔ دوسرا میرا حلیہ اور پھر یہ bangs (ماتھے کی طرف اشارہ کیا) بہت مختلف ہے۔ وہ نہ مجھے جانتی ہوگی نہ مجھے پہچانے گی۔ ریلیکس۔''

مسکرا کے اس کو تسلی دی۔ جہان نے صرف سر کو خم دیا اور کان میں لگے آلے کو دبایا۔

''میں اوپر کیفے میں ہوں گا۔ وہ آئی تو تمہیں اطلاع کروں گا۔ اور سی سی ٹی وی کو میں نے پہلے ہی بلاک کر دیا ہے۔'' پھر کلائی کی گھڑی دیکھی۔ ''تمہارے پاس اس کا کمرہ چھاننے کے لئے زیادہ سے زیادہ دس منٹ ہوں گے۔''

''میں تو منٹ میں فارغ ہو جاؤں گی۔'' وہ مسکرا کے آگے بڑھ گئی۔ وہ قدرے فکرمند نظروں سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

نیلوفر کا کمرہ تیسرے فلور پہ تھا۔ کاریڈور میں خاموشی تھی اور کمرے کے اندر تالیہ دستانے پہنے تیزی سے سامان کنگھال رہی تھی۔ کان میں سے مسلسل آواز آ رہی تھی۔

''وہ کیفے سے اٹھ گئی ہے۔ جلدی کام ختم کرو۔'' وہ جھڑک رہا تھا۔

''ڈونٹ وری۔ کچھ نہیں ہوگا۔'' وہ اس کا سفری سوٹ کیس کھول کے احتیاط سے چیک کر رہی تھی۔

''وہ لفٹ کی طرف جا رہی ہے۔ نکلو وہاں سے۔''

''صرف ایک الماری رہ گئی ہے۔'' وہ دوڑ کے الماری تک گئی اور اسے کھولا۔ پھر چیزیں الٹا پلٹا کے دیکھنے لگی۔

''وہ نیچے آ رہی ہے۔ کسی بھی وقت تمہارے سر پہ ہوگی۔''

''میرے کان میں مت چیخو۔ میں یہ پہلی دفعہ نہیں کر رہی۔'' وہ تیز تیز کچھ کاغذات کی موبائل سے تصاویر بنا رہی تھی۔

پھر وہ کمرہ بند کر کے باہر نکلی' کوٹ ٹھیک کیا۔ اور کاریڈور میں آگے بڑھی ہی تھی کہ سامنے سے نیلوفر آتی دکھائی دی۔ تالیہ بظاہر سر جھکائے میسج ٹائپ کرتی چلتی گئی۔ نیلوفر کے پیچھے کاریڈور کے سرے پہ کیپ والا آدمی' جیبوں میں ہاتھ ڈالے لاپرواہ کھڑا تھا۔ نیلوفر کسی فکر مندی سے ادھر ہی دیکھ رہا تھا مگر صد شکر کہ نیلوفر نے تالیہ کو اپنے کمرے سے نکلتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ تالیہ کو کراس کر کے اپنے دروازے تک چلی گئی۔

پھر ایک دم رکی اور مڑی۔

تالیہ کے کان اس کے قدموں کی آہٹ پہ لگے تھے۔ اس نے موبائل جیب میں ڈالا اور اپنا مینیجر والا کارڈ بروقت نکالنے کے لئے جیب پہ ہاتھ رکھا۔

''تالیہ؟ یہ تم ہو نا؟ تالیہ مراد؟''

نیلوفر کی چہکتی آواز سے سُن کر گئی۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب پہ ٹھہر گیا۔

نیلوفر اس کی پشت پہ تھی۔ ہیل سے ٹھک ٹھک چلتی اس کے پیچھے آئی۔ تالیہ کو مڑنا بھی نہیں پڑا اور نیلوفر بخت خوشگوار حیرت بھرا چہرہ لئے اس کے سامنے آئی۔

''تم تالیہ ہو نا؟ وان فاتح کی مینیجر؟ اور پہلے اس کی باڈی وومن بھی تھیں۔''

تالیہ نے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑ کے اسے دیکھ کے پہچاننے کی کوشش کی پھر چہرے پہ ایک دم حیرت لے آئی۔

''ارے آپ نیلوفر ہیں نا؟ نیلوفر بخت۔''

''آف کورس۔'' نیلوفر آگے بڑھی اور اس کو گلے لگایا۔ اس سے ملتے ہوئے تالیہ نے دور کھڑے جہان کو دیکھ کے آنکھیں بے یقینی سے پھیلائے ہونٹوں کو بے آواز ''I had no idea'' کے الفاظ میں گھمایا۔ اس نے ملامتی نظروں سے تالیہ کو دیکھتے سر جھٹکا۔

تالیہ گلے مل کے الگ ہوئی اور اگلے ہی لمحے مسکرا کے بولی۔ ''مادام نیلوفر.... اتنا اچھا لگ رہا ہے آپ سے مل کے۔ میں تو آپ کی بہت بڑی فین ہوں۔''

''اور مجھے بھی تم بہت پسند ہو۔ یہ بالوں کو کیا کیا؟ خیر اچھے لگ رہے ہیں اس طرح بھی۔ آؤ میرے ساتھ کافی پیئو۔ کیفے چلتے ہیں۔ یا میرے روم میں؟''

"آپ کا روم ٹھیک رہے گا۔"

نیلوفر بڑی محبت سے اس کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے کی طرف لے جانے لگی۔ تالیہ نے ایک بے بس نظر کونے پہ ڈالی۔ وہ اب وہاں نہیں تھا البتہ اس کے کان میں اس کی غصے بھری آواز گونج تھی۔

"اگلی دفعہ جب میں کسی کام سے روکوں تو سن لینا۔"

☆☆=========☆☆

نیلوفر کے کمرے کی کوئی بھی شے اپنی جگہ سے ہلی ہوئی نہیں تھی۔ نفاست سے سجے بیڈ کے سامنے ایک سٹنگ ایریا تھا جس میں تالیہ کے کمرے کی طرح گول کھڑکی بنی تھی۔ وہ دونوں وہاں رکھی کرسیوں پہ آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ تالیہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی غور سے سامنے براجمان نیلوفر کو دیکھ رہی تھی۔

اس نے اپنی عمر کا لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے سفید منی اسکرٹ کے اوپر سرخ کوٹ پہن رکھا تھا۔ بال کھلے تھے اور لبوں پہ سرخ لپ اسٹک تھی۔ پیروں میں سرخ ہیلز۔ اب وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے سر جھکائے مینیو کارڈ پڑھ رہی تھی۔

"تم کیا لوگی؟ یہاں کی کپی چینو اچھی ہے۔"

تالیہ بدقت مسکرائی۔ "نہیں۔ میں موکا لوں گی۔"

"چلو میں بھی وہی لوں گی۔"

اس نے مسکرا کے مینیو رکھا اور اٹھ کے فون پہ آرڈر دیا، پھر واپس ٹیک لگا کے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی۔

"تو تم یہاں قاہرہ میں کیا کر رہی ہو؟" نیلوفر دلچسپی سے اس کو دیکھ کے پوچھ رہی تھی۔

"میں اہرام دیکھنے آئی تھی مگر طبیعت اتنی مکدر تھی آج کل کہ بس سستی سے اس گروز پہ سوار ہوگئی۔ یہ خود ہی چلتی جائے، مجھے سارا شہر دکھاتی جائے، اور مجھے کچھ نہ کرنا پڑے۔" تالیہ بظاہر کاہلی اور بے زاری سے بولی۔ محتاط نظریں نیلوفر کے چہرے پہ جمی تھیں۔

"Aww" نیلوفر نے پیار بھری فکر مندی سے لب گول کیے۔ "مگر کیوں، ہنی؟"

"کیوں؟.... پتہ نہیں۔ شاید میں اکیلی ہوں اور..." مسکراہٹ لبوں پہ روکی۔ "یہاں کوئی ہے نہیں جو مجھے شہر دکھائے یا گھمائے پھرائے۔ مصر کے لوگ ویسے بھی بہت کنجوس اور غریب واقع ہوئے ہیں۔"

"غریب" تک تو ٹھیک ہے مگر کنجوس کس کو کہا؟ کل دو دفعہ کیب کا کرایہ میں نے دیا تھا۔"

برہم آواز کان میں گونجی مگر وہ نیلوفر کو دیکھتی اسی سادگی سے کہتی گئی۔

''اور تو اور یہاں کے لوگ عجیب بدلحاظ بھی ہیں۔ سیدھی زبان میں کوئی بات ہی نہیں کرتے۔''

''ہے نا' تالیہ۔ مجھے بھی یہاں کے لوگ بہت ڈرائی سے لگتے ہیں۔ ہمارے ملائیشیا والی بات نہیں ہے نا۔ آئی لو کے ایل۔ (مجھے کے ایل سے عشق ہے۔)''اس نے بے اختیار کہا تو تالیہ نے مسکرا کے سر ہلایا۔

''وہی تو نیلوفر۔ یہاں کے لوگ بات بات پہ پیسے مانگتے ہیں۔ پیسے نہ دو تو ناراض ہو کے آپ کو اکیلا چھوڑ کے چلے جاتے ہیں۔''

''کتنے پیسے دیے ہیں اب تک تم نے مجھے؟ زیرو۔''وہ اس کے کان میں مزید برہم ہوا۔

''تم نئی ہو نا۔ نئے سیاحوں کو یہ لوگ ایسے ہی لوٹتے ہیں۔''نیلوفر ہمدردی سے کہہ رہی تھی۔

''کل تو مجھے ایک جعلی سائیکاٹرسٹ مل گیا۔''وہ راز دارانہ انداز میں بتانے لگی۔''میں کسی بات پہ پھٹ پڑی تو مجھے مشورہ دینے لگ گیا کہ تمہیں تھیراپی کی ضرورت ہے حالانکہ مجھ سے زیادہ نفسیاتی مسائل کا شکار تو وہ خود لگ رہا تھا۔''

''تم اپنی نئی بیسٹ فرینڈ پہ فوکس کرو...ذاتیات پہ نہ اترو۔''وہ اب کے غرایا تو تالیہ کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھرنے لگی جسے اس نے بدقت روکا۔ ادھر نیلوفر کہہ رہی تھی۔

''اوہ تالیہ... یہ سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔''

ویٹر ناک کر کے اندر آیا اور کافی رکھی مگر نیلوفر آہ بھر کے اسی طرح بولتی جا رہی تھی۔

''یہ عورت کو خود مختار نہیں دیکھ سکتے۔ اور مجھے لگتا ہے تم ڈپریشن کا شکار ہو۔ (تالیہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی) میں بھی ایسی ہی ہو گئی تھی جب عبدالرحمن نے الیکشن جیتا اور میں فرسٹ لیڈی بن گئی۔''اس نے کپ اٹھایا اور ایک گھونٹ بھرا' پھر اسی طرح بتانے لگی۔

''مگر دیکھو اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟ اس کی ساری کیمپین میں نے چلائی۔ اپنے شوہر کو ہر مقام پہ سپورٹ کیا۔ اس کے لئے میڈیا والوں کی باتیں سنیں۔ اور جیسے ہی وہ الیکشن جیتا' اس نے مجھے کسی فرنیچر کی طرح گھر کے کونے میں ڈال دیا۔ تم اندازہ بھی نہیں کر سکتیں کہ یہ کیا فیلنگ ہوتی ہے۔''

تالیہ نے اپنا کپ اٹھایا اور لبوں سے لگاتے ہوئے خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

''یہ سیاستدان یہی صلہ دیتے ہیں ہم جیسی عورتوں کو۔ ہم ان کے ساتھ کھڑی ہوتی ہیں تالیہ... ان کے لئے راتوں کو جاگ کے کام کرتی ہیں۔ اور یہ... یہ آخر میں اپنے ساتھ پوڈیم پہ اپنی پہلی بیوی اور اس کی بیٹی کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ دوسری بیوی کبھی ان کی اصل فیملی نہیں بن سکتی۔ پہلی کے بچے... پہلی کی میراث۔ بس یہ اسی کو مانتے ہیں۔''

کافی کا تلخ، گرم گھونٹ اس نے اندر اتارا تو وہ اس کا حلق تک جلا گیا۔ مگر تالیہ نے ذرا توقف سے دوسرا گھونٹ بھی بھر لیا۔ اندر تو سب پہلے سے جلا ہوا تھا۔ مزید کتنا جلے گا؟

''مگر میں ان عورتوں میں سے نہیں ہوں تالیہ جو چپ کر کے بیٹھ جائیں۔ عبدالرحمٰن کو میں نے اس لئے چھوڑا کیونکہ وہ ملک کے ساتھ دھوکا کر رہا تھا۔ یہ آف شور کمپنیز، یہ کرپشن، یہ سب معلوم تھا مجھے اور میں اسے روکتی تھی مگر نہیں۔ وہ نہیں سنتا تھا۔'' وہ بے بسی بھرے افسوس سے کہہ رہی تھی۔

''تو آپ دونوں کی علیحدگی اس لئے ہوئی کیونکہ وہ اپنے عوام کو دھوکہ دے رہے تھے؟''

''دیکھو یہ صرف ایک وجہ نہیں تھی۔ بہت وجوہات تھیں مگر کچھ تم کتاب کے لئے بھی رہنے دو نا۔'' مسکرا کے پیالی سے گھونٹ بھرا تو تالیہ بدقت مسکرائی۔

''تو آپ کی کتاب واقعی آ رہی ہے؟''

''آف کورس۔ اور میں نے اس میں تمہارا نام بھی لکھا ہے۔ ایک منٹ۔''

نیلوفر نے کپ رکھا اور کلچ سے موبائل نکالا۔ کچھ دیر اسکرین پہ انگلی پھیرتی رہی، پھر آگے کو جھک کے اسکرین اسے اس طرح دکھائی کہ موبائل ہاتھ میں پکڑے رکھا۔

تالیہ نے چہرہ جھکا کے دیکھا۔ صفحہ نمبر نظر آیا۔ گوگل ڈرائیو۔ باب کا نام۔ اور ایک پیراگراف جو سامنے تھا اس میں تالیہ کا نام۔ اس نے تیزی سے نظریں دوڑاتے صفحے کو پڑھنا چاہا مگر نیلوفر شرارت سے مسکرا کے فون واپس موڑ گئی۔

''اب کیا لکھا ہے میں نے یہ تو تم کتاب میں ہی پڑھ سکو گی۔''

''اوہ آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتیں کہ آپ کی کتاب پڑھنے کے لئے میں کتنی ایکسائٹڈ ہوں۔'' وہ مسکرا کے بولی۔

(میں بھی!) وہ اس کی سماعتوں میں ابھی تک بول رہا تھا۔

''اوہ میری جان۔ تمہیں تو میں آٹوگراف کاپی بھیجوں گی۔ جس طرح تم نے صوفیہ رحمٰن کو اس میوزیم میں وان فاتح کے سامنے لا کے ڈی بیٹ کروائی تھی نا، تم نے میرا دل جیت لیا۔''

تالیہ نے مسکرا کے کپ فضا میں بلند کیا۔ ''دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے' نیلوفر جی۔''

''ہاں۔ آئی وش وان فاتح میرے لئے اسٹینڈ لیتے تو ہم مل کے صوفیہ رحمٰن کا صفایا کر دیتے۔ خیر اب بھی اتنی دیر نہیں ہوئی۔'' نیلوفر نے بظاہر سرسری سا کہتے ہوئے گھونٹ بھرا تو تالیہ مسکرائی۔

''کیوں نہیں نیلوفر جی۔ میں ان سے بات کروں گی۔ ان کو آپ کی کتاب کی پروموشن کرنی چاہیے۔ مگر...'' لہجے کو

فکرمندانہ بنایا۔ ”آپ یوں کتاب لئے گھوم رہی ہیں فون پہ کسی نے فون چرا کے حاصل کر لی تو؟“

”ارے میری جان.... تین تین لیئرز کے پاسورڈ ہیں اس پہ۔ اور کوئی اسے بریک نہیں کر سکتا۔“

”وہ تو ٹھیک ہے مگر صوفیہ خطرناک عورت ہے۔ آئی ایم شیور اس نے آپ کے پیچھے لوگ لگا رکھے ہوں گے۔“

”یہ لوگ مجھے ان ہتھکنڈوں سے خاموش نہیں کرا سکتے' تالیہ۔ میں نے اللہ پہ چھوڑا ہے ان کا معاملہ۔ تم دیکھنا اللہ تعالیٰ میرا ساتھ دے گا اور ان کو عوام کے سامنے میرے ذریعے بے نقاب کرے گا۔“

”مگر اللہ تعالیٰ نے حفاظتی تدابیر کرنے کا بھی تو فرمایا ہے نا۔“ وہ بدستور فکرمند تھی۔ ”اگر جو یہ لوگ آپ کے پبلشر کو اپروچ کریں تو؟“

(گڈ۔ اب تم ٹریک پہ جا رہی ہو' کون وومن۔) ایک تو اس کے تبصرے۔

نیلوفر ہنس دی۔ ”پچھلے ماہ کے اینڈ میں مقیم میرے رشتے داروں کو ڈرادھمکا کے صوفیہ کا ایک انٹیلی جنس آفیسر پتا کروا رہا تھا کہ نیلوفر کے پبلشر کا نام بتا دو۔ مگر میرے رشتے داروں کو معلوم ہی نہ تھا تو کیسے بتاتے۔ انہوں نے مجھے ڈرانے کی بہت کوشش کی۔ اب البتہ خاموش ہو گئے ہیں۔“ وہ کندھے اچکا کے مسکرا کے کہہ رہی تھی۔

”آپ کا پبلشر قابل بھروسہ تو ہے نا؟ اگر جو انہوں نے اس کا نام معلوم کر کے اس کو خرید لیا تو؟“

”ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کوئی ملے تھوڑی ہے۔ نہ وہ ایشین ہے۔ وہ گورا ہے اور گورے ان معاملات میں کانٹریکٹ اور Ethics کے بے حد پابند ہوتے ہیں۔ باقی اللہ مالک ہے۔“ نیلوفر بالکل شانت تھی۔

”آپ درست کہہ رہی ہیں۔ آپ کا اللہ پہ ایمان مجھے بہت اچھا لگا۔“

”بس دیکھ لو تالیہ۔ انہوں نے جو بھی کیا میرے ساتھ' میں ڈٹی رہی۔ پتہ ہے عبدالرحمن نے ایک دفعہ....“ اس کے پاس سنانے کو بہت قصے تھے اور دوپہر ابھی جواں تھی۔ تالیہ نے بدقت جمائی روکی اور سننے لگی......

”دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے' یہ واحد چیز تھی جس نے تمہیں آج بچایا ہے' کون وومن۔“

وہ کمرے میں واپس آئی تو وہ سامنے ٹانگ پہ ٹانگ جمائے کرسی پہ بیٹھا برہمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پی کیپ اتار رکھی تھی اور بھورے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ تالیہ نے شانے اچکائے۔

”ریلیکس۔ اسے مجھ پہ شک نہیں ہوا۔ بلکہ مجھے چند باتیں مزید معلوم ہوئی ہیں۔“

”سن لی ہیں میں نے ساری باتیں۔ وہ پبلشر کے ذکر کے قریب بھی نہیں جا رہی تھی اور نہ ہی ہم اس کا فون چرا کے کتاب اس میں سے حاصل کر سکتے ہیں۔“

وہ چپ چاپ سامنے والی کرسی پہ آکے بیٹھ گئی اور گول شیشے نما کھڑکی سے باہر پھیلا نیلا دریا دیکھنے لگی۔ دوپہر ڈھل رہی تھی اور پانی کی سنہری چمک ماند ہوگئی تھی۔ ایک عجیب اداسی تھی جو وہاں بکھری تھی۔

''اب آگے کیا کرنا ہے؟ اس کے روم سے تو کچھ نہیں ملا۔'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''کوئی اور پلان بنالیں گے۔ اب صوفیہ کے خاندان کی عزت بچانے کے لئے اس کی سائیڈ لی ہے تو کچھ تو کرہی لوں گی۔'' تلخی سے کہتی وہ باہر دیکھ رہی تھی۔ جہان نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور آگے کو جھک کے غور سے اسے دیکھا۔

''تالیہ؟''

''سن رہی ہوں۔'' اس کی اداس آنکھیں دریا پہ جمی تھیں۔

''تمہیں لگتا ہے تم اس کی کتاب چرا کے غلط کر رہی ہو۔'' نرمی سے پوچھا تو تالیہ نے اس کی طرف چہرہ گھمایا۔

''وہ ایک ٹوٹی ہوئی عورت ہے' جہان۔ اس نے ایک سیاستدان سے شادی کی' اس کے لئے کھڑی ہوئی' اس کے لئے کام کیا اور اس نے کیا کیا اس کے ساتھ؟ استعمال کر کے دیوار سے لگا دیا؟ دو سال سے وہ عورت اپنی کتاب لکھ رہی ہے تاکہ لوگوں کو بتائے کہ یہ بڑے لوگ کیا کرتے ہیں عورتوں کے ساتھ۔ اور میں وہ اس سے چھیننے جا رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ میں درست کر رہی ہوں یا غلط۔''

وہ پھٹ پڑی تھی۔ وہ اسے اسی طرح غور سے دیکھے گیا۔

''یہ داتو سری عبدالرحمٰن کیسا آدمی تھا؟ بے وقوف اور جلد باز؟''

تالیہ نے اکتاہٹ سے اسے دیکھا۔ ''تمہاری معلومات ملائیشیا کی سیاست کے بارے میں بالکل درست نہیں ہیں۔ عبدالرحمٰن بہت شاطر اور عقلمند آدمی تھا۔ دور کی پلاننگ کرتا تھا۔ اتنی کرپشن کی مگر دامن پہ ایک چھینٹا تک نہیں پڑنے دیا۔''

''تو پھر وہ اتنے سال ایک عورت کے ہاتھوں بلیک میل کیوں ہوتا رہا؟ بلکہ اس نے ایسی عورت سے شادی ہی کیوں کی جو چار دیواری کے اندر کی باتوں کو باہر نکال دینے والی تھی۔''

وہ چپ ہوگئی۔ ''اس کو کیا معلوم تھا کہ آگے یہ سب ہوگا.....''

''دیکھا جائے تو وہ تم سے بڑا چور تھا' تالیہ۔ No Offence (دونوں ہاتھ اٹھا کے اضافہ کیا) مگر اس نے اتنے سال اس عورت پہ بھروسہ بھی کیا' شادی بھی کی اور بعد میں اس کا منہ بند کرنے کے لئے اسے پیسے بھی دیتا رہا۔ تم نے اس عورت کے ساتھ صرف ایک کافی پی ہے اور اس کی دکھی کہانی سے متاثر ہوگئیں۔ وہ اتنا گھاگ آدمی اتنے سال بے وقوف بنتا رہا اور اب اس کی اولاد اس کی غلطی کی سزا کاٹ رہی ہے۔''

وہ چونک کے اسے دیکھنے لگی۔ ”تم یہ کہہ رہے ہو کہ میں....“

”میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس عورت کو اپنی بات کو کسی کے دل میں اتارنے کا طریقہ آتا ہے۔ کچھ گُن تو ہوں گے اس میں' کوئی تو باتوں کا ہنر ہوگا جو عبدالرحمٰن کو اس نے اتنے سال استعمال کیا مگر صوفیہ کو نہیں کرسکی۔ وہ تمہیں جانتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تم نے اپنے لیڈر کے لیے کام کرنا چھوڑ دیا ہے تو اسے لگا ہوگا کہ تم اپنے لیڈر اور اس کی بیوی کے درمیان ”دوسری عورت“ ہو۔ اس نے تمہاری اسی کمزوری کو استعمال کیا اور تمہارے....“

”میرے ذریعے فاتح صاحب کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی' میں جانتی ہوں' سب سمجھتی ہوں مگر....“

”مگر ساتھ ہی اس نے ایسی باتیں کہیں جن سے تم ریلیٹ کرسکو۔ ایسی باتیں ہماری جج منٹ کو ڈھانپ دیتی ہیں اور ہم سامنے والے کو درست جج نہیں کر پاتے۔“

تالیہ نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ ”She got to my head“

”تمہارا آئی کیو کتنا ہے' تالیہ؟“ وہ غور سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

”پتہ نہیں۔“ اس نے شانے اچکائے۔ ”کبھی چیک نہیں کیا۔ تمہارا کتنا ہے؟ دو سو؟“

”اس سے فرق نہیں پڑتا کہ ہمارا IQ کتنا ہوتا ہے۔ فرق اس سے پڑتا ہے کہ ہمارا EQ کتنا ہے۔ تمہیں میرے سوال کے جواب میں یہ کہنا چاہیے تھا مگر تم نے نہیں کہا۔“

”ای کیو؟“ اس نے تعجب سے ابرو اٹھائی۔

”ہاں۔ ای کیو۔ یعنی ایموشنل کوشنٹ۔ اپنے جذبات اور احساسات کو سمجھ کے خود کو اسٹریس سے نکالنے کی صلاحیت۔ یہ انٹیلی جنس کوشنٹ (آئی کیو) سے زیادہ ضروری ہوتی ہے ایک مثبت زندگی گزارنے کے لیے۔ تمہیں اپنا ای کیو بڑھانے کی ضرورت ہے۔“ وہ نرمی مگر فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔

”تو میں کیا کروں؟“ اس مقام پہ آکے وہ بےبس ہو جاتی تھی۔

”فی الحال تو کچھ مت کرو۔ بس اتنا کرو کہ جاؤ اور آدھے منٹ کے لیے اپنا منہ ٹھنڈے پانی کے پیالے میں ڈبو کے آؤ۔ اور پھر اپنے آپ کو بار بار بتاؤ کہ تم نیلوفر جیسی نہیں ہو نہ اس کی کہانی تم جیسی ہے۔“ پھر وہ پیچھے ہو کے بیٹھ گیا جیسے اس کے اٹھنے کا منتظر ہو۔ وہ بنا کچھ کہے اٹھی اور باتھ روم میں۔ ٹھنڈے پانی کا نل کھولا اور سنک میں پانی بھرا۔

اس کے اردگرد وہی چھوٹا کمرہ اور اونچی چھت حائل ہونے لگے تھے۔ سلاخوں سے بنا دروازہ سامنے تھا۔ وہ ٹھنڈی دیوار سے کمر لگائے' گھٹنوں کو سینے سے لگائے خوفزدہ بیٹھی تھی۔

ایک جھٹکے سے اس نے اپنا چہرہ ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا۔

(میں نیلوفر نہیں ہوں۔ میں اس جیل میں نہیں ہوں۔)

برف کی طرح یخ پانی اس کے جیسے سارے جسم میں داخل ہو گیا تھا۔

(میں اس جیل میں نہیں ہوں۔ میں آزاد ہوں۔)

یخ بستہ ہوا گویا اس کی ہڈیوں میں گھس رہی تھی۔ وہ سانس روکے پانی میں چہرہ ڈالے جھکے کھڑی تھی۔

(میں کسی دوست کی محتاج نہیں ہوں۔ میں اپنی آزادی لے کر رہوں گی۔ چاہے راستے میں ایک نیلوفر آئے یا دس۔)

ایک زوردار کراہ سے اس نے چہرہ اوپر کھینچا۔ پھر آئینے میں خود دیکھا۔ گیلے بال۔ جامنی پڑتے ہونٹ۔ ششدر سا چہرہ۔

کچھ دیر بعد وہ چہرہ خشک کیے سنجیدہ سی اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

''تمہیں آگے چھ دن نیلوفر کے ساتھ گزارنے ہیں۔ اور تمہیں یہ یاد رکھنا ہے کہ تم اس جیسی نہیں ہو۔ تم اپنے لیڈر کی زندگی میں رہو یا نہ رہو، تم اس کو کبھی بلیک میل نہیں کرو گی۔ تم وقار سے الگ ہونا پسند کرو گی جبکہ اس نے ایسا نہیں کیا۔''

''کیونکہ اس عورت میں نہ کوئی dignity ہے نہ کسی کی عزت کا خیال۔ وہ ویٹر، باریستا ہر ایک کی موجودگی میں اپنے دکھ سنانے بیٹھ جاتی ہے۔'' وہ تلخی سے بول رہی تھی۔ دماغ کو ٹھنڈک ملی تھی تو اندر تک سکون آ گیا تھا۔

''دکھ اشتہار لگانے کے لئے نہیں ہوتے اور جو لوگ ان کا اس طرح اشتہار لگاتے ہیں وہ صرف ان سے کمائی کرنا چاہتے ہیں۔ تم نیلوفر بخت نہیں ہو گی۔ تم اپنے ایموشنز کو اپنے کام سے الگ رکھو۔ اپنا موازنہ اس سے نہ کرو۔'' وہ تشویش سے اس کی طرف جھکا سمجھا رہا تھا۔

''میری اور اس کی کہانی میں بہت فرق ہے۔ میں سمجھ گئی۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ البتہ ابھی تک فکرمندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ہم نے طے کیا تھا کہ میں تمہارا شرنک ہوں۔ ہر تھیراپی کا اصول ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے محسوسات اپنے شرنک (ڈاکٹر) کے ساتھ شیئر کرنے ہوتے ہیں۔ تمہیں اپنے محسوسات آتے ساتھ ہی مجھے بتانے چاہیے تھے۔ تم اچھی لڑکی ہو تا لیہ اور میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے پاس چھ دن مزید ہیں۔ تم ان کو استعمال کرو اور اپنے اندر سے سب کچھ باہر نکالنے کی کوشش کرو تا کہ تمہیں خود بھی اندازہ ہو کہ تم کیا چاہتی ہو۔''

''او کے۔ میں خود سے بتاتی رہوں گی۔''

''گڈ۔ اب کام کی طرف آتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر تمہارے میلوڈرامے نے ہمارا کافی وقت برباد کیا۔'' ایک دم اس کا لہجہ

بدل گیا۔قدرے برہمی سے کہتے ہوئے اس نے آستین مزید چڑھائے اور میز پہ رکھی نوٹ بک کھول کے قلم کاغذ سے اس پہ لکھنے لگا۔تالیہ نے بس کندھے اچکا دیے۔وہ اس کے بدلتے رویوں کی اب عادی ہونے لگی تھی۔

''نیلوفر سے اس ملاقات سے ہمیں کیا معلوم ہوا ہے؟''

تالیہ گیلے بال کان تلے اڑستے ہوئے آگے ہو کے بیٹھی'پھر سوچتے ہوئے بولی۔

''کتاب واقعی لکھی جا چکی ہے اور اس کے گوگل ڈرائیو میں موجود ہے مگر پبلشر کے ذکر سے وہ کنی کترا گئی۔میں نے اسے ایک انتہائی خود ترسی کا شکار اور خود پہ مظلومیت طاری کیے ہوئے عورت پایا جو ہمدردی لینا چاہتی ہے اور نفرت سے بھری ہے....''

''جھوٹ بولنے والوں میں دس نشانیاں ہوتی ہیں۔''

''اب یہ مت کہنا کہ وہ سب تمہیں مجھ میں نظر آنے لگی ہیں۔''تالیہ نے برا منہ بنایا۔مگر وہ سوچ میں گم تھا۔

''پہلی نشانی...وہ آنکھوں میں دیکھ کے بات کرتے ہیں۔دوسری....عادی جھوٹے لوگ کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دیتے۔وہ اتنے ڈرپوک ہوتے ہیں کہ بات گھما پھرا دیتے ہیں۔تم نے اس سے شادی ٹوٹنے کی وجہ پوچھی تو اس نے بات گھما دی۔تیسری نشانی...وہ اپنے جذبات کو بڑھا چڑھا کے بتاتے ہیں۔اس نے کہا آئی لو کے ایل۔وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ مجھے کے ایل پسند تھا یا میں اسے مس کرتی ہوں۔مگر وہ ہر بات میں exaggeration کر رہی تھی۔ایسے لوگوں کی وہی مثال ہے کہ They don't mean what they say!۔مجھے وہ ایک انتہائی compulsive liar قسم کی عورت معلوم ہوئی ہے۔جس کا مطلب ہے کہ اس کی کتاب بھی جھوٹوں سے بھری ہو گی۔ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟''

''باقی سات نشانیاں تو بتاؤ؟''وہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔جہان ہلکا سا مسکرایا۔

''اگر بتا دیا تو میں تمہارے جھوٹ کیسے پکڑوں گا؟''

تالیہ برا منہ بنا کے پیچھے ہوئی۔وہ اب نوٹ بک میں کچھ لکھ رہا تھا۔پھر سر اٹھایا اور سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

''وہ موکا کافی کے لئے کیوں راضی ہوئی؟''

''کیونکہ میں نے کہا تھا کہ موکا پیتے ہیں۔''

''تم نے یہ بھی کہا تھا کہ کمرے میں چلتے ہیں حالانکہ وہ کیفے میں جانا چاہتی تھی۔تم نے کہا چائے نہیں'موکا۔تو اس نے بھی اپنا ارادہ بدل دیا۔نیلوفر باتوں کا فن جانتی ہے'اداکاری دکھانا اسے آتا ہے'مگر اس میں قوتِ فیصلہ نہیں ہے۔وہ impressionable ہے۔جس نے جو کہا اس کی مان لی۔وہ اپنے فیصلے نہیں کر سکتی۔''

تالیہ ایک دم سیدھی ہو کے بیٹھی۔ "اور ایسے لوگوں کے لئے فیصلے کوئی اور کرتا ہے۔"

"سوچو تالیہ.... اگر وہ یہ آخری دن اس شپ میں گزار رہی ہے اپنے قریبی دوستوں، رشتے داروں اور فیملی کے ساتھ تو ان دنوں میں اسے کتاب کے حوالے سے کتنے بڑے فیصلے کرنے ہوں گے۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے کہ ایڈم کی کتاب کی آمد کے آخری دن بہت مصروف اور اسٹریس فل ہوتے تھے۔"

"مگر وہ مطمئن لگ رہی ہے کیونکہ اس کے یہ سارے فیصلے اور ڈیلنگز وغیرہ اس کے لئے کوئی اور کرتا ہے۔ کوئی ایسا شخص جو اس وقت اس شپ پہ موجود ہے، کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ آرام سے بیٹھی ہے۔ وہی شخص نیلوفر اور پبلشر کے درمیان پل کا کام کر رہا ہے۔"

"ایک منٹ۔" تالیہ نے چونک کے فون نکالا اور اسکرین اسکرول کرنے لگی۔ "یہ دیکھو نیلوفر نے مجھے ابھی ٹیکسٹ کر کے شام کی پارٹی میں انوائیٹ کیا ہے۔"

"گڈ۔ تم مزید اس کے قریب جا کے...."

"نہیں جہان۔ اس کا رائٹنگ اسٹائل دیکھو۔" اس نے اسکرین دکھائی۔

"وہ ٹیکسٹ میسج ہو یا ٹوئیٹ، ہر فل اسٹاپ کے بعد نیا فقرہ اگلی لائن سے شروع کرتی ہے۔ اس کے روم میں ایک کاغذ پہ لکھا آرٹیکل بھی تھا جو وہ صوفیہ کے خلاف لکھ رہی تھی۔ یہ دیکھو۔" تالیہ نے جلدی سے وہ تصویر نکالی جو اس کے کمرے میں اس نے کھینچی تھی۔ "یہ پرنٹ آؤٹ ہے مگر اس میں بھی ہر نیا فقرہ اگلی لائن سے شروع کیا گیا ہے لیکن...." وہ ایک دم پر جوش ہو کے بتانے لگی۔ "جب اس کا یہ آرٹیکل صبح بلاگ پہ آیا تھا تو نفاست سے پیراگراف کی صورت تھا۔ جو کتاب کا صفحہ اس نے مجھے دکھایا اس میں بھی تین پیراگراف لکھے نظر آتے تھے۔ neat اور قواعد و ضوابط کے ساتھ لکھے پیراگراف۔"

"تم کہہ رہی ہو کہ کتاب کا "رف ورژن" وہ خود لکھتی ہے مگر اس کا neat اور فائنل ورژن کوئی اور لکھتا ہے۔"

"میں کہہ رہی ہوں کہ اس نے آرٹیکل کے صرف پوائنٹرز لکھے ہوئے تھے لائن چھوڑ چھوڑ کے۔ وہ کتاب بھی ایسے ہی لکھتی ہے۔ جو فقرہ یاد آتا گیا لکھتی گئی۔ پھر وہ کسی اور کو دیتی ہے جو اس کو کہانی کی شکل میں ڈھالتا ہے۔ وہی شخص نیلوفر کا گھوسٹ رائٹر ہے۔ وہی اس کے لئے فیصلے لیتا ہے، اور لٹریری ایجنٹ کا کام بھی کرتا ہے۔"

"لٹریری ایجنٹ تو باقاعدہ لٹریری ایجنسیز سے تعلق رکھتے ہوتے ہیں اور وہ رائٹر اور پبلشر کے درمیان پل کا کام کرتے ہیں۔ اس شپ کے تمام مہمانوں میں کوئی بھی کسی لٹریری ایجنسی سے نہیں ہے۔ میں نے لسٹ چیک کی تھی۔" وہ اپنی کارکردگی بتانے سے باز نہیں رہتا تھا۔

"تو ہو سکتا ہے نیلوفر کا 'ایجنٹ' پروفیشنل ایجنٹ نہ ہو۔ وہ اس کا کوئی قریبی شخص ہو جس پہ وہ اعتماد کرتی ہو۔" وہ ایک دم پر جوش ہو گئی تھی۔ "وہ شخص نیلوفر کے ذہن تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ وہ شخص یہاں موجود ہے۔ اور اس شخص کے پاس کتاب کا اصل مسودہ بھی ہے۔ اس کو پبلیشر کا بھی علم ہے۔ ہمیں اس آدمی کو ڈھونڈنا ہے۔"

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ نیلوفر کا گوسٹ رائٹر ایک آدمی ہے؟ اونہوں۔ وہ مردوں کے خلاف باتیں کرتی ہے۔ کبھی آدمی پہ ٹرسٹ نہیں کرے گی۔ وہ کسی 'عورت' کے اشاروں پہ چل رہی ہے۔ میرا گیس ہے کہ یہ اس کی ماں ہے۔"

وہ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ گول کھڑکی سے باہر پھیلے نیل کے پانی پہ سہ پہر اتر رہی تھی۔ ٹھنڈ بڑھنے لگی تھی۔

"ہاں اس کی ماں ہر جگہ اس کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ اپنے زمانے میں بڑی سوشل اور Dominating سی عورت رہی ہے۔ مگر یہ اس کا مرد دوست بھی ہو سکتا ہے۔ جس کے پیسوں پہ آج کل وہ رہ رہی ہے۔ وہ کوئی ملائیشین بزنس مین ہے۔ لیکن اگر وہ عورت ہے تو وہ آج کی پارٹی میں ہو گی کیونکہ آج نیلوفر نے کتاب کی ریلیز ڈیٹ اناؤنس کرنی ہے۔"

"گڈ۔ تمہیں اب اس عورت کو ڈھونڈنا ہے۔"

"پارٹی میں بہت سی عورتیں ہوں گی۔ میں کیسے اسے ڈھونڈوں گی؟"

"تم ایک کام کرنا۔" وہ پر جوش انداز میں مسکرا کے کہنے لگا۔ "تم جوتوں کا رخ دیکھنے والی ٹیکنیک استعمال کرنا جس سے..."

"او ہو۔ ہمارے جوتوں کا رخ تو صرف یہ بتاتا ہے کہ ہم سامنے والے کی بات میں انٹرسٹڈ ہیں یا نہیں..... مگر نیلوفر کی گوسٹ رائٹر کو ہم اس کے جوتوں کے رخ سے کیسے ڈھونڈ سکتے ہیں؟" اس نے بے زاری سے بات کاٹی۔

جہان سکندر نے لب بھینچ لئے اور بھنویں اکٹھی کر کے اسے دیکھا۔

"میں کچھ اور کہنے لگا تھا 'مگر یو نو واٹ' میں کچھ نہیں کہتا۔ تمہیں چونکہ زیادہ پتہ ہے تو تم آج اسے خود ڈھونڈنے کی کوشش کرو۔ میں چلتا ہوں۔" گھڑی دیکھی اور اٹھ گیا۔ تالیہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"سنو۔ تم اپنے گھر والوں سے بھی اسی طرح ناراض ہو کے چلے جاتے ہو؟"

"میرے کوئی گھر والے نہیں ہیں۔ اکیلا رہتا ہوں اس شہر میں۔ تمہارے کمرے کا یہ بلب (اوپر اشارہ کیا) کام نہیں کر رہا۔ روم سروس کو بلوا کے ٹھیک کروا لینا۔" بے نیازی سے ہدایت دیتا 'پی کیپ' سر پہ پہنتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اچھا سنو..... تم جوتوں کے رخ کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟"

مگر پکارنے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ ہونہہ میں سر جھٹک کے باہر جا چکا تھا۔

☆☆=========☆☆

نیلوفر کی پارٹی ہوٹل کے ایک چھوٹے سے ہال میں تھی جو پرائیوٹ پارٹیز کے لئے مختص تھا۔ دروازے بند تھے اور اندر سے موسیقی کی آواز آرہی تھی۔ باہر کھڑی تالیہ نے ایک لمحے کے لئے خود کو دیوار پہ لگے آئینے میں دیکھا۔ نیوی بلیو لمبی میکسی پہنے' بالوں کا جوڑا بنائے' وہ ماتھے پہ ہیروں کی ماتھا پٹی پہنے ہوئے تھی۔ یہ نازک سا ہیڈ بینڈ اس کے سر کو گول دائرے کی صورت جکڑے' اسے ایک شہزادی کی طرح دکھا رہا تھا۔ آئینے میں خود کو دیکھتے بہت کچھ یاد آیا' مگر پھر سر جھٹکا اور کان میں لگا ائیر پیس دبایا۔

"تم کہاں ہو؟" ادھر ادھر طائرانہ نگاہ دوڑائی۔ کاریڈور میں چند لوگ آ جا رہے تھے۔

"قریب ہی ہوں۔" وہ کان میں بولا مگر تالیہ کو وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ بظاہر مٹھی لبوں پر رکھے کھنکھارتے ہوئے ہلکا سا بولی۔

"وہ تم جوتوں کے رخ کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے۔"

"نہیں نہیں.... میں کیوں کچھ کہوں گا۔ تالیہ مراد کو تو ویسے بھی سب معلوم ہوتا ہے۔"

"ویری فنی۔ خود ڈھونڈ لوں گی اسے۔" سر جھٹکا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ گارڈ نے اس کا نام گیسٹ لسٹ میں دیکھ کے مسکرا کے سر کو خم دیا اور دروازہ کھول دیا۔

اندر مدھم روشنیاں اور تیز میوزک کے ساتھ ایک پارٹی جاری و ساری تھی۔ عورتیں ٹولیوں کی صورت کھڑی' گلاس ہاتھ میں لئے باتیں کر رہی تھیں۔ بمشکل بیس عورتیں ہوں گی۔ تالیہ کی نظروں نے سارے ہال کو اسکین کیا۔ نیلوفر سامنے ہی تھی۔ سلور میکسی میں تیار' بالوں میں مور کا پنکھ لگائے وہ سرخ لپ اسٹک کے ساتھ مسکراتی مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ تالیہ کی نظریں اس کے کرسٹل سینڈلز پہ جھکیں۔

ان کا رخ کیا تھا؟

مگر نیلوفر آگے پیچھے آتی جا رہی تھی۔ کبھی ایک ٹولی کے پاس جاتی' کبھی دوسری کے پاس۔ اس کے جوتوں کا رخ بار بار بدلتا۔ اتنا شور۔ رش۔ نیلوفر کے پیر ایک جگہ ٹک ہی نہیں رہے تھے۔

"سنو.... مجھے جہاز کی گیلری میں ملو۔ ابھی۔"

وہ نیلوفر کے دیکھنے سے پہلے تیزی سے باہر نکل آئی۔ میکسی کو پہلو سے اٹھائے اب وہ تیز تیز کاریڈور میں چلتی جا رہی تھی۔ ماتھے پہ پریشانی سے بل پڑے تھے۔

وہ جہاز کی ایک بالکونی میں کھڑا تھا۔ سر پہ پی کیپ پہنے' بازو سینے پہ لپیٹے' مسکرا کے اسے دیکھ رہا تھا۔ پیچھے بہتارات کے اندھیرے میں ڈوبا نیل کا دریا پرسکون لگتا تھا۔

''ٹھیک ہے.... نہیں کاٹوں گی اب تمہاری بات.... بتاؤ اب جو تم کہہ رہے تھے؟''

وہ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بے بسی بھری اکتاہٹ سے بولی۔ یہاں ہوا تھی اور اس کے جوڑے سے نکلتی لٹیں پیچھے کو اڑنے لگی تھیں۔ وہ نیم اندھیرے میں کھڑا تھا' چاند کی مدھم روشنی آدھے چہرے پہ پڑتی تھی اور باقی آدھے پہ پی کیپ کا سایہ تھا۔ پھر بھی تالیہ کو اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی دکھائی دی۔

''کیوں؟ تم نے نیلوفر کے جوتوں کے رخ سے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ وہ سامنے والوں میں انٹرسٹڈ ہے یا نہیں؟'' جتا کے پوچھا۔

''وہ تو سارے مہمانوں میں ہی انٹرسٹڈ ہے۔'' وہ جل کے بولی تو وہ محظوظ انداز میں مسکرایا۔ بولا کچھ نہیں۔

''نیلوفر کے جوتے ایک جگہ ٹکتے تو میں نوٹ کرتی نا۔''

''میں نیلوفر کے جوتوں کی بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ اصول جو تم کہہ رہی تھیں' وہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ میں پارٹی کی دوسری عورتوں کے جوتوں کی بات کر رہا تھا۔''

''مطلب؟''

''مطلب یہ کہ تم ایک ایسی پارٹی میں جا رہی ہو جہاں صرف عورتیں ہیں۔ عورتوں کے گروہ کے لئے یہ اصول کسی اور طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔ تمہیں نیلوفر کے پیر نہیں دیکھنے۔ تمہیں سب عورتوں کے پیر دیکھنے ہیں۔ کیونکہ جب عورتیں گروپ میں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سب کے پیر صرف ایک عورت کی طرف مڑے ہوتے ہیں۔ ان کی ایلفا کی طرف۔''

تالیہ نے گہری سانس لی۔ ''The Female Alpha'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''وہ گھوسٹ رائٹر صرف نیلوفر کی محرم راز ہی نہیں ہے' بلکہ اس کی ایلفا بھی ہے۔ میں سمجھ گئی۔''

اور تیزی سے مڑی' پھر رکی اور واپس پلٹ کے اسے دیکھا جو ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

''اوہ اور جب تم روز کشتی سے واپس آیا کرو تو کوشش کیا کرو کہ اپنی ویڈنگ رنگ کشتی میں ہی اتار رکھا کرو کیونکہ تم مجھ سے ملنے سے چند سیکنڈ پہلے اسے اتارتے ہو اور تمہاری انگلی پہ اس کا واضح نشان رہ جاتا ہے۔ No Offence۔''

مسکرا کے پلکیں جھپکا کے بولی اور واپس مڑتے وقت اس نے جہان کے ماتھے پہ پڑتے بل واضح دیکھ لئے تھے۔ مگر اس کے کچھ کہنے سے پہلے وہ جا چکی تھی۔....

☆☆=========☆☆

کسی بھی جنگل میں رہنے والے بھیڑیے عموماً جھتے کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ وہ جتھے میں حملہ کرتے ہیں' جتھے میں چیر

پھاڑ کر کے شکار کو کھاتے ہیں۔ لیکن اگر بھیڑیوں کو غور سے دیکھو تو ان کے جھتے کا ہمیشہ ایک سردار ہوتا ہے جس کے اشارے پہ سب کام کرتے ہیں۔ وہ ان کے تمام فیصلے کرتا ہے' شکار کی اسٹریٹجی بناتا ہے' جس کو چاہے بھوکا مارے' جس کو چاہے زیادہ کھانے کو دے۔ بھیڑیے اپنے سردار کی آنکھ کے اشارے کے پابند ہوتے ہیں۔

ایسے سردار بھیڑیے کو Alpha Wolf کہا جاتا ہے۔ کسی بھیڑیے کو ایلفا انتخاب کر کے نہیں بنایا جاتا نہ وہ نسل در نسل بادشاہی نظام کے مطابق سردار بنتا ہے۔

بلکہ گروہ میں سے کوئی بھی بھیڑیا خود ہی ایلفا بن جاتا ہے کیونکہ اس کی شخصیت اور برتاؤ ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے بھیڑیے خود بخود اس کو اپنا ایلفا مان لیتے ہیں۔

ایلفا خود کو لیڈر خود ہی بنواتا ہے اور منواتا ہے۔

ایسے ہی انسانوں میں بھی ایلفا ہوتے ہیں۔

مردوں کے ایلفا مختلف ہوتے ہیں' عورتوں کے ایلفا مختلف۔

ہر گھر میں' ہر آفس میں' ہر دوستوں کے گروپ میں ایک ایلفا ہوتا ہے۔

مرد ایلفا کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ جب گروہ میں آتا ہے تو سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' اس کی بات ٹالی نہیں جاتی' اس کی موجودگی میں کوئی اس کا مذاق بنانے کی جراءت نہیں کر سکتا' اور اس کی موجودگی باقی سارے گروہ کے لئے Unnerving ہوتی ہے۔ وہ اس کے سحر اور رعب میں ہوتے ہیں مگر اس کی موجودگی میں ہمیشہ بے چین رہتے ہیں کہ کچھ غلط بول یا کر نہ بیٹھیں۔ مرد ایلفا بارسوخ ہوتے ہیں اور حاکمانہ مزاج رکھتے ہیں۔ ان کے فیصلے مانے جاتے ہیں' ان کو عزت دی جاتی ہے اور ایلفا کی تعریف سب کو خوش کرتی ہے۔ مردوں کے ہر گروہ میں' یا ہر آفس میں ضروری نہیں ہے کہ کوئی ایلفا ہو مگر عورتوں کے ہر گروہ میں ایک ایلفا ضرور ہوتی ہے' اور عورتوں کے ہر گروہ میں ''صرف'' ایک ہی ایلفا ہوتی ہے۔

دی فی میل ایلفا وولف۔ اور یہ مرد ایلفا سے کافی مختلف ہوتی ہے۔

☆☆=========☆☆

(لڑکیوں کو کم عمری سے چند چیزیں سکھائی جاتی ہیں۔ شیئر کرنا۔ تعاون کرنا۔ اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا۔ جن لڑکیوں میں یہ خصوصیات ایک حاکمانہ طبیعت کے ساتھ موجود ہوتی ہیں' وہ بڑی ہو کے اپنے گھر یا آفس میں ایلفا بن جاتی ہیں۔ آفس کی ایلفا ضروری نہیں ہے کہ گھر میں بھی ایلفا ہو مگر وہ ہو بھی سکتی ہے۔ اس کا اصل کام کسی سوشل گروپ میں سب کو ایک دوسرے کے ساتھ کمفرٹیبل کرنا ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے تک پہنچنے کا پل ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو متعارف کرواتی

ہے۔)

تالیہ روشنیوں سے جگمگاتے ہال میں داخل ہوئی اور مسکراتے ہوئے سامنے کسی سے بات کرتی نیلوفر کی طرف آئی۔ نیلوفر نے اسے دیکھا تو فوراً اس کے پاس آئی اور گال سے گال ٹکرا کے گلے ملی پھر الگ ہوئی اور ستائش سے اسے دیکھا۔

''آؤ میں تمہیں اپنی فرینڈز سے ملواؤں۔''

وہ اس کا ہاتھ تھامے آگے لانے لگی تو تالیہ جلدی سے بولی۔

''نیلوفر پلیز... میرا تعارف مت کروایئے گا۔ آپ کی بک لانچ سے پہلے وان فاتح اور آپ کے درمیان کوئی لنک منظرِ عام پہ نہیں آنا چاہیے۔''

''اوہ رائٹ!'' نیلوفر نے سمجھ کے سر ہلا دیا اور اسے لئے عورتوں کی ایک ٹولی کی طرف آئی۔

**(عورت ایلفاوہ ہوتی ہے جس کی موجودگی میں سارا گروہ اس کی طرف متوجہ ہو حتیٰ کہ ان کے جوتوں کا رخ بھی اسی کی طرف ہو۔ چاہے ایلفا عورت خاموش ہی کیوں نہ کھڑی ہو۔)**

ہال میں تین ٹولیاں تھیں اور نیلوفر پہلے گروہ سے اس کا تعارف اپنی ملے دوست کی حیثیت سے کروا رہی تھی۔ تالیہ نے مسکرا کے باری باری ان تین عورتوں کو دیکھا۔

ایک مصری عورت جو بات بے بات مسکرا رہی تھی۔

دوسری عورت جو اپنے فون پہ لگی ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہی تھی۔

تیسری نیلوفر سے پوچھ رہی تھی۔ ''آخر کتاب کب آ رہی ہے نیلو؟''

اور نیلو نے پراسرار انداز میں مسکرا کے کندھے اچکائے اور اسے ساتھ لئے آگے بڑھ گئی۔

(ان میں سے کوئی بھی نہیں۔)

خواتین کا دوسرا گروہ قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دونوں ان کے قریب آئیں تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ دو عورتیں البتہ آپس میں ہنستے ہوئے اپنی بات جاری رکھے ہوئی تھیں۔

**(عورت ایلفاوہ ہوتی ہے جو گفتگو کا مرکز ہو۔ وہ موجود ہو تو... اس کو سنیں اس سے بات کریں۔ وہ چلی جائے تو مرکز ٹوٹ جائے اور سب آپس میں بات کرنے لگیں۔)**

تالیہ باری باری ان سب سے خوش اخلاقی سے ملنے لگی۔ گہری نظریں ایک ایک کے چہرے کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔

**(ایلفا کی موجودگی میں باقی عورتیں اسی کی طرح کا چال ڈھال اپنا لیتی ہیں۔ وہ اسی کی طرح ہاتھ رکھتی ہیں؛ گلاس پکڑتی**

ہیں، اسی کی طرح ہنستی ہیں۔ وہ لطیفے سناتی ہے۔ وہ ہدایات دیتی ہے۔)

(اونہوں) تالیہ نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا اور نیلوفر کے ساتھ تیسرے اور آخری گروہ کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی گہری نظریں نیلوفر کی ماں پہ جمی تھیں۔

**(عورت ایلفا وہ ہوتی ہے جس سے مشورے مانگے جائیں۔ وہ گروہ کا سب سے زیادہ دانا دماغ سمجھی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی آئیڈیے کو رد کر دے تو باقی عورتیں بھی اس کی وجہ سے رائے بدل دیتی ہیں۔)**

نیلوفر کی ماں سفید سلور بالوں کا جوڑا بنائے، گردن میں نیلے نگینوں کا نیکلس پہنے اکتائی اکتائی کھڑی تھی۔ اسے اپنی میکسی کا کام کندھے سے چبھ رہا تھا اور وہ بار بار اسے وہاں سے ٹھیک کرتی تھی۔

''نیلو... میرا ڈریس بالکل ٹھیک سے Stitch نہیں ہوا۔'' وہ دونوں قریب آئیں تو اس کی ماں نے شکایت کی۔ نیلوفر نے مسکرا کے صرف سر جھٹکا اور جتا کے بولی۔

''اسی لئے تو آپ کو کہا تھا ممی کہ یہ ڈریس مت پہنیں مگر آپ سنتی کہاں ہیں۔''

''اب تو سن چکی نا۔'' وہ روہانسی شکل بنائے انگلیوں سے کندھے پہ لباس کو درست کر رہی تھی۔

''تالیہ... اس کی ماں پہ نظر رکھو۔'' جہان کی آواز کان میں گونجی مگر تالیہ مسکرا کے دوسری عورتوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ نیلوفر اب اس سے ان کا تعارف کروا رہی تھی۔ تالیہ کی مسکراتی خاموش نظریں ایک ایک چہرے پہ جاتیں اور واپس پلٹ جاتیں۔ اس کی نگاہ تھک گئی اور مایوس ہو گئی۔

وہ سب پرانی فرینڈز تھیں۔ دو ایک نیلوفر کی کزنز بھی تھیں۔ مگر ان سب میں کچھ بکھرا بکھرا سا تھا۔ کوئی شے ایسی نہ تھی جو ان کو جوڑے ہوئے تھی۔ ان کے جوتوں کا رخ بھی ایک سا نہیں تھا۔

نیلوفر اس کو وہیں چھوڑ کے دوسرے مہمانوں کی طرف بڑھ گئی۔ ایک وہی تھی جو پورے ہال میں ایک سے دوسرے کی طرف لپکتی پھر رہی تھی۔

''اس کی ماں کیسی لگی؟'' وہ کان میں لگے آلے کی مدد سے پوچھ رہا تھا۔ تالیہ نے مٹھی چہرے کے قریب کی اور ہلکا سا مسکرائی۔

''اونہوں۔ وہ عام سی عورت ہے۔ بلکہ یہاں کوئی بھی اتنا خاص نہیں ہے۔''

''یہ نہیں ہو سکتا۔ ہر فی میل گروہ میں ایک ایلفا ضرور ہوتی ہے۔ کوئی تو ہو گی۔'' وہ الجھ کے بولا تھا۔

''میں نے کہا تھا نا اس کی ماں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ اس کا وہ مرد دوست... وہ ملے بزنس مین ہو گا۔'' وہ تلخی سے بظاہر

کھنکھارتی بند مٹھی میں بولے جا رہی تھی۔ اتنا وقت اس فضول پارٹی میں اس نے ضائع کیا۔

''ایوری ون.....اس سے پہلے کہ ڈنر سرو کیا جائے' مجھے ایک اناؤنسمنٹ کرنی ہے۔ آپ سب پلیز ذرا اسٹیج کے سامنے آ جائیں۔''

نوجوان نسوانی آواز پہ تالیہ کی گردن آہستہ سے گھومی۔

ایک دم ہال میں خاموشی چھانے لگی۔

پلیٹ فارم اسٹیج پہ وہ لڑکی کھڑی تھی اور اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔

''ایوری ون۔ میری آواز آ رہی ہے۔۔؟؟''مسکرا کے اس نے مائیک میں پوچھا۔

ہال کی ساری آوازیں دم توڑ گئیں۔

ساری باتیں' قصے خاموش ہو گئے۔ چاروں کونوں سے عورتیں پر جوش سی پلیٹ فارم کے قریب اکٹھی ہونے لگیں۔

''او کے۔ اب آپ سب کی توجہ میری طرف ہے' رائٹ؟''

آنکھوں پہ چوڑی گلاسز لگائے' بالوں کی اونچی پونی باندھے' وہ نوجوان لڑکی سارے میں نظریں دوڑاتی کہہ رہی تھی۔

''جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے' ہم یہاں مادام نیلوفر بخت کی کتاب کی ریلیز ڈیٹ اناؤنس کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔''

عورتیں اسٹیج کے گرد اکٹھی تھیں۔ تالیہ کے قدم بھی اسی طرف اٹھ گئے۔ اس نے گردنیں دیکھیں جو اونچی ہو کے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔

اس نے جوتے دیکھے جو ہر طرف سے اسٹیج کی سمت مڑے ہوئے تھے۔

''اور ایسے میں جب ہم اس کتاب کو ریلیز کرنے جا رہے ہیں' ہماری دشمن صوفیہ رحمن ابھی تک ہمارے تعاقب میں ہے۔ آپ کو پتہ ہے نا' میں ایک سیکیورٹی ٹیم ساتھ لائی تھی اور اس ٹیم نے جانتے ہیں کیا دریافت کیا؟ کیونکہ اسی وجہ سے مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔''

اس نے سسپنس پیدا کیا۔ عورتوں نے یک آواز ہو کے دلچسپی سے پوچھا۔

''کیا؟''

''میم نیلوفر بخت کو ہوٹل کی طرف سے ملنے والے پھولوں کے بکے میں ایک Bug تھا جو کسی نے ہماری باتیں سننے کے لیے لگایا تھا۔ میری ٹیم نے اسے پکڑ لیا ہے۔''

''واٹ دی.....؟؟'' وہ اس کے کان میں بے یقینی سے بولا۔لڑکی مسکرا کے اسٹیج پہ کہہ رہی تھی۔

''اور اس بگ کی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ صوفیہ ابھی تک ہمارے تعاقب میں ہے اور ہمارا پبلشر ڈھونڈنے میں لگی ہے۔مگر جتنے محتاط ہمارے پبلیشر صاحب ہیں' اس سے زیادہ محتاط ہمیں ہونے کی ضرورت ہے۔صوفیہ رحمن نے جتنی زندگیاں برباد کرنی تھیں کر لیں' کم از کم ہم اس کو اپنی ہالیڈے برباد نہیں کرنے دیں گے۔''

وہ آخر میں مسکرائی تو ہال میں قہقہہ گونجا۔

''اور میں نے قاہرہ سے مزید سیکیورٹی ٹیم بھی منگوالی ہے جو میرے اور میم نیلوفر کے کمروں کے باہر پہرہ دے گی تاکہ دوبارہ کوئی ہمیں بگ کرنے کی کوشش نہ کرے۔اوکے۔اب آپ آجائیں۔''

وہ کہہ کے نیلوفر کو تحکم سے اشارہ کرتی اسٹیج سے اتری۔سب کی نظریں نیلوفر پہ جم گئیں جو پہلو سے میکسی اٹھاتی' مسکراتی ہوئی اسٹیج پہ چڑھی اور دونوں ہاتھ اٹھائے اپنی بات کا آغاز کرنے لگی مگر تالیہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

اس کی نظریں اس لڑکی پہ تھیں جو نیچے اترتے ہی سیدھی نیلوفر کی ماں کی طرف آئی' آنکھیں دکھا کے اسے ٹوکا اور سختی سے اس کا ہاتھ کندھے سے ہٹایا تو ماں جلدی سے سنبھل گئی۔لڑکی پھر آگے بڑھی اور کونے میں کھڑے مینیجر کو انگلی کے اشارے سے بلایا۔پھر بفے ٹیبلو کی طرف اشارہ کر کے' بھنویں چڑھائے کھانے کے انتظامات کے بارے میں پوچھنے لگی۔اس کے ماتھے پہ بل تھے اور انداز میں رعونت تھی۔

''یہ کون تھی؟''اس کے کان میں جہان کی حیرت بھری آواز گونجی تھی۔

تالیہ کی گہری نظریں دور کھڑی ادھر ادھر جاتی اس لڑکی پہ جمی تھیں جو انتظامات سنبھال رہی تھی۔

اس نے ہونٹوں کو نامحسوس انداز میں جنبش دے کر دھیرے سے کہا۔

''نیلوفر کی گوسٹ رائٹر...اس کی مینیجر...اس کی لٹریری ایجنٹ...اس کی ایلفا...بلکہ پورے خاندان کی ایلفا...''وہ تلخی سے مسکرائی۔

''یہ نیلوفر بخت کی بیٹی الماس بخت ہے۔صوفیہ رحمن اور ہمارا کا مقابلہ نیلوفر سے نہیں' بلکہ اس کی انیس سالہ بیٹی سے تھا۔ہم اتنے دن سے غلط شخص کو ٹارگٹ کیے ہوئے تھے۔''

☆☆=========☆☆

''سوتم نے بھیجا تھا وہ پھولوں کے بکے میں بگ؟''

رات گہری ہو چکی تھی اور وہ دونوں تالیہ کے کمرے میں گول کھڑکی کے سامنے قدرے ڈھیلے سے بیٹھے تھے۔باہر سیاہ پانی

چاندی میں چمکتا دکھائی دے رہا تھا۔ اور منروا کروز دھیرے دھیرے دریا میں سفر کر رہا تھا۔

جہان نے اس سوال پہ بس گھور کے اسے دیکھا۔

"ظاہر ہے ان کی باتیں سننے کا کوئی طریقہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ پارٹی میں مصروف تھے تو میں نے سوچا یہ کام کر لوں۔"

"اچھا..." تھوڑی تلے ہتھیلی رکھی اور مسکرا کے اسے دیکھا۔ "تمہارے پلانز بھی فیل ہوتے ہیں کیا؟ میں سمجھی صرف میرے فیل ہوتے ہیں۔"

اس نے بس ناگواری سے سر جھٹکا اور کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے اندازہ ہونا چاہیے تھا۔" وہ جیسے خود سے خفا تھا۔ "اس کتاب کا سیکنڈ ڈرافٹ اس کی بیٹی لکھ رہی ہے۔ گھر میں ساری اسٹیشنری قلم کاغذ اس کی بیٹی کے کریڈٹ کارڈ پہ آتے تھے مگر میں نے سمجھا کہ وہ کالج کی معصوم بچی ہے مگر... اللہ اللہ۔" اس نے بے زاری سے ہاتھ جھلایا۔

"ویسے وہ کس رنگ کے پھول تھے جو تم نے نیلوفر کو بھیجے؟" وہ تھوڑی تلے ہتھیلی جمائے معصومیت سے پوچھنے لگی۔ جہان نے گھور کے اسے دیکھا۔

"سفید گلاب تھے۔ اور وہ اس کے ملے بزنس مین نے بھیجے تھے۔ میں نے صرف اس میں بگ رکھا تھا۔"

"ہاں تو میں صرف مسکرا ہی رہی ہوں۔"

"چلو تم مجھے بتا دو کیا پلان ہے تمہارے پاس۔" وہ کرسی پہ سیدھا ہوا اور وہ اس کی طرف برہمی سے دیکھا۔

"ہم اس کو بگ نہیں کر سکتے' اس کو ہیک نہیں کر سکتے' اور ایک ٹانگ جتنی لڑکی سے اس کے پبلشر کا نام بھی نہیں اگلوا سکتے ...تو ہمارے پاس ایک ہی آپشن رہ جاتا ہے۔"

"کہ ہم اس کو بلیک میل کریں؟" وہ سنجیدہ تھا۔

"ایک تو تم سب سے پہلے بلیک میل پہ کیوں اتر آتے ہو؟ کہ ہم اس لڑکی کو کون کر کے کسی طرح سمجھانے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ کتاب کا شائع نہ کرنا ان ماں بیٹی کے لیے اچھا ہے۔"

"وہ کبھی کتاب روکنے پہ نہیں مانے گی۔" اس نے ہاتھ جھلا کے آئیڈیا رد کیا۔ "وہ ماں بیٹی اس وقت اپنی فیملی اور فرینڈز کی موجودگی میں بہت پر اعتماد ہیں۔ ان کو ڈرایا جا سکتا ہے مگر قائل نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں نیلوفر کی کوئی کمزوری ڈھونڈ کے اس کو ایکسپوز کرنے کی دھمکی دے کر...."

"جہان.... پلیز...." ایک دم وہ چڑ کے بولی تو وہ رکا۔ تھوڑی دیر پہلے کے تاثرات غائب ہو گئے۔

''نیلوفر کے فرینڈز اور فیملی اس کے اصل سے واقف ہیں اور وہ سب خود بھی ایسی ہی ہیں۔ نیلوفر کو کس کا ڈر ہے؟....اپنے رازوں کے کھل جانے سے وہ ڈرتے ہیں جن کو اپنے پیاروں کو کھونے کا خوف ہوتا ہے۔ اسے بہت لوگوں نے پہلے ہی چھوڑ دیا ہے اور اب والے اس کے ساتھ رہیں گے۔ کافی لکی ہے اس معاملے میں وہ۔''

اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔ نیم روشن کمرے میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔ ساری فضا تلخ ہو گئی اور یہ کڑواہٹ باہر بہتے نیل کے پانی میں بھی اترنے لگی۔

وہ آگے جھکے غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

''تم اپنے دوستوں کو شک کا فائدہ کیوں نہیں دیتیں' تالیہ؟'' اب کے نرمی سے بولا۔

''مجھے کچھ نہیں سننا۔'' وہ ایک دم پھٹ پڑی۔ چہرہ غصے سے تمتمانے لگا۔ ''پلیز ان کی حمایت مت کرنا۔ میں مشکل میں تھی اور میرے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ کوئی میرے لئے نہیں آیا۔ میرے سب دوست پتے تھے جو گر گئے' جھڑ گئے۔ یہ کبھی دوبارہ نہیں کھلیں گے۔''

''کیا کبھی کسی نے تمہیں بتایا ہے کہ ہر کہانی کی دو سائیڈز ہوتی ہیں؟ اور دوسری بھی سنی چاہیے؟''

''مجھے ان کی توجیہات اور وضاحتوں سے فرق نہیں پڑتا۔ وہ لوگ نہیں تھے میرے ساتھ...تو نہیں تھے۔ بس۔ اور پلیز تم مجھے اکیلا چھوڑ دو۔''

اس نے پیر کرسی کے اوپر کر لئے اور اپنے گرد شال لپیٹ لی۔ ایک دم اسے بہت سردی لگنے لگی تھی۔ گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنا کے سر ان میں چھپا لیا۔ جسم پہ کپکپی سی چڑھ گئی تھی۔ کمر کے پیچھے قید خانے کی ٹھنڈی دیوار آ گئی تھی۔ سلاخوں پہ جھان کے ہاتھوں کے رگڑنے کی آواز...تالے میں چابی گھمانے کی آواز۔

اور

وہ گیلے جوتوں سے سڑک پہ قدم اٹھانے کی آواز۔

تالیہ نے سختی سے دونوں ہاتھ کانوں پہ جما دیے مگر وہ آواز بڑھتی جا رہی تھی۔ ماضی' حال' مستقبل سب گڈمڈ ہو رہا تھا۔

''تالیہ....تالیہ....'' اس نے زور سے پکارا تو ایک دم سے ساری آوازیں دم توڑ گئیں۔

اس نے چونک کے سر اٹھایا۔ لمحے بھر کو اسے یاد نہ آیا کہ وہ کہاں بیٹھی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ حسیات واپس آنے لگیں۔

وہ کرسی پہ پیر اوپر کیے شال لپیٹے بیٹھی تھی اور وہ اس کے سامنے گرم کافی کا مگ رکھ رہا تھا۔

''میں جب سے گیا ہوں' تم ایسے ہی بیٹھی تھیں کیا؟''

تالیہ نے خالی خالی نظروں سے اس بھاپ اڑاتے مگ کو دیکھا۔

''کیا اب مجھے اس میں اپنا چہرہ ڈالنا ہے؟''

''نہیں۔اس کو پینا ہے۔اور پھر میرے ایک سوال کا جواب دینا ہے۔''

وہ اب میز پہ اس کا لیپ ٹاپ رکھے کھول رہا تھا۔تالیہ نے دھیرے سے مگ اٹھایا اور گرم کافی لبوں سے اندر انڈیلی۔کافی کی بھاپ میں بہت کچھ یاد آیا۔قدیم ملاکہ کا چائے خانہ...چائے کے پتوں کی مہک...کڑاہے میں ابلتی چائے کا دھواں...

''ادھر دیکھو میری طرف۔'' جہان نے اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ دوبارہ چونکی۔پھر سر جھٹکا۔

''کیا؟'' گردن جھکا کے دیکھا تو آدھا مگ خالی ہو چکا تھا۔پھر اس نے انہی خالی نظروں سے سامنے دیکھا۔

جہان نے اس کا لیپ ٹاپ آن کر کے اسکرین اس کی طرف موڑ دی تھی۔وہاں اسکرین سیور جگمگا رہا تھا جو کافی عرصے سے وہاں تھا۔

''روز جب ہم کام کرتے ہیں تو تمہارے لیپ ٹاپ پہ مجھے یہ تصویر نظر آتی ہے۔جب تم اس تصویر کو دیکھتی ہو تو کیا دیکھتی ہو؟''

تصویر الیکشن نائیٹ کی تھی۔ٹی وی پہ وان فاتح کی تصویر تھی اور سامنے صوفوں پہ بیٹھے وہ تینوں مڑ کے کیمرے میں دیکھ رہے تھے۔سیلفی تالیہ نے لی تھی ایسے کہ پیچھے داتن ایڈم اور ٹی وی اسکرین...سب پینوراما میں نظر آ رہا تھا۔ایڈم اور تالیہ نے وکٹری کی وی بنا رکھی تھی اور داتن پیالے سے کچھ کھاتی دکھا رہی تھی۔

تالیہ مغموم سا مسکرائی۔''چار لوگ ہیں اس تصویر میں۔وہی جو تمہیں نظر آ رہے ہیں۔''

''میری بات مت کرو۔میں وہ نہیں دیکھتا جو تم دیکھتی ہو۔اپنی بات کرو۔تمہیں اس میں کیا نظر آتا ہے؟''

تالیہ کی نظریں اسکرین سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔

''ایک پرجوش پرامید لڑکی جس کو لگتا تھا کہ اس کی اتنی لمبی الیکشن کیمپین کا کوئی فائدہ ہو گا۔ایک نوجوان ووٹر جو اپنے لیڈر کو آئیڈیل سمجھتا تھا۔ایک سیاسی طور پہ نابلد عورت جس کو لگتا تھا کہ ووٹ دینا بے کار ہے۔اور...''اس کے حلق میں کچھ پھنسا۔

''ایک ایسا سیاستدان جو مصلحتوں کا شکار ہے اور کبھی آزاد نہیں ہو سکے گا۔''

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔وہ اسی طرح تالیہ کو دیکھے گیا جس کے چہرے پہ اسکرین کی نیلی روشنی پڑ رہی تھی۔

''تمہیں اس تصویر میں اور کچھ نہیں دکھائی دیتا؟''

''اور کیا ہے سوائے میرے تین بے وفا دوستوں کے؟'' وہ پھر سے زہر خند سا بولی۔

"Lenvatinib ہے۔" وہ اتنی سنجیدگی سے بولا تو تالیہ کے ابرو بھنچے۔

"کیا؟"

جہان اٹھا اور اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا' پھر جھک کے اسکرین پہ وہاں انگلی رکھی جہاں داتن کے ساتھ میز نظر آ رہی تھی۔

"یہ دیکھو.... یہ اس میز پہ Lenvatinib کی شیشی پڑی ہے۔ یہ کس کی ہے؟"

"یہ داتن کے اینٹی ڈپریسنٹ ہیں' مگر...."

"اینٹی ڈپریسنٹ؟" اس نے بے یقینی سے تالیہ کو دیکھا۔" یہ نیلا نصف دائرے کا نشان جو اس شیشی پہ بنا ہے...اور یہ فارمولا جو دور سے لکھا نظر آ رہا ہے..تم اس کو نہیں پہچانتیں؟"

تالیہ کی الجھی نظروں کو دیکھ کے اس نے گہری سانس لی۔

"یہ کینسر کی دوائی ہے۔ اسے کینسر پیشنٹ ہی لے سکتے ہیں اور کوئی نہیں۔ تمہیں اس تصویر میں جو بھی نظر آتا ہو...سوری... مگر مجھے اس میں ایک فربہ عورت نظر آ رہی ہے جس کے سیاہ بال وگ کی مانند لگ رہے ہیں' اس کے ساتھ کینسر کی دوائی رکھی ہے اور اس کے اصل بال یقیناً کیموتھیراپی کے باعث جھڑ چکے ہیں۔"

تالیہ ایک دم کرنٹ کھا کے سیدھی ہوئی۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ہونٹ آدھے کھل گئے۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ داتن کے اصلی بال ہیں۔" اس نے کپکپاتی انگلیاں کی بورڈ پہ رکھیں اور تیزی سے اسکرین پہ پاسورڈ لکھا۔ سسٹم آن ہوا تو اس نے جلدی سے تصاویر کا فولڈر کھولا۔ وہی تصویر سامنے لائی اور اسے زوم کیا۔

"آر یو شیور' تالیہ؟ کیونکہ مجھے تو تمہاری دوست کی زرد رنگت کچھ اور بتا رہی ہے۔"

وہ بالکل سُن بیٹھی' بنا پلک جھپکائے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے اب تمہیں یہ طے کرنا ہے تالیہ کہ تم خود کسی کی زندگی کے درخت کا پتہ ہو' شاخ ہو یا جڑ۔"

اسے جہان کی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔ وہ جانے کب وہاں سے چلا گیا' اسے معلوم ہی نہ ہوا۔ بس وہ بے دم سی اسکرین کو دیکھے گئی۔

☆☆=========☆☆

رات مزید گہری ہوتی گئی اور بحری جہاز دریائے نیل کا سینہ چیرتا آگے بڑھتا گیا۔ اس کی رفتار اتنی مدھم تھی کہ اندر اپنے کمروں میں آرام سے سوتے مسافروں کو حرکت کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔

وہ البتہ سو نہیں سکی تھی۔ کندھوں کے گرد شال لپیٹے' وہ بالکونی میں کھڑی' جہان کے کمرے کے بالکونی میں کھلتے دروازے کا

شیشہ بجا رہی تھی۔ چہرہ سنجیدہ اور ویران لگتا تھا۔ ہوا کے باعث بال اڑ اڑ کے منہ پہ آ رہے تھے مگر وہ شیشہ بجاتی گئی۔

پہلے پردہ ہٹا' پھر وہ نظر آیا۔ حیرت سے اسے دیکھا اور ہاتھ سے جو بھی کھا رہا تھا' اسے منہ میں ڈالتے ہوئے دروازہ کھولا۔

''تم سوئیں نہیں؟''

''مجھے بات کرنی ہے۔'' وہ بے چین اور پریشان نظر آتی تھی۔

اس نے راستہ چھوڑ دیا تو وہ تیزی سے اندر آئی۔ یہ اس کے کمرے کا سٹنگ ایریا تھا جہاں ٹی وی روشن تھا اور سامنے والے صوفے کے آگے میز پہ پاپ کارن رکھے تھے۔ بھنتے ہوئے مکئی کے دانوں کی خوشبو سارے میں پھیلی تھی مگر اسے اس وقت کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ ساتھ والے صوفے پہ بیٹھی اور بے چینی سے پوچھا۔

''تم فارغ تھے؟''

''نہیں۔''

تالیہ نے نظریں گھما کے چلتے ٹی وی کو دیکھا جس پہ کوئی ڈرامہ آ رہا تھا۔ اور سر اثبات میں ہلایا۔

''گڈ۔ تم فارغ ہی تھے۔''

''میں ٹی وی شو دیکھ رہا تھا۔ اب تمہاری وجہ سے ادھر پھنسا ہوا ہوں تو اور کیا کروں۔'' وہ کندھے اچکا کے کہتا واپس اپنے صوفے پہ بیٹھا' ٹانگ پہ ٹانگ جما کے نظریں ٹی وی پہ مرکوز کر دیں۔ اور پاپ کارن کا پیالہ گھٹنے پہ رکھ لیا۔

''سنو.... اگر داتن کو واقعی کینسر ہے اور اس نے مجھے نہیں بتایا تو یقیناً اس کی کوئی وجہ ہو گی۔ تم مجھے پتہ کر کے دے سکتے ہو؟''

''نہیں۔ میں اس وقت ٹی وی دیکھ رہا ہوں۔'' اور وہ واقعی اسکرین کو دیکھتے ہوئے پاپ کارن منہ میں رکھ رہا تھا۔ تالیہ کے ماتھے پہ بل پڑے۔ اس نے نظریں موڑ کے اسکرین کو دیکھا۔

''یہ ٹرکش ڈرامہ میری بات سے زیادہ اہم ہے؟ اور تمہیں ان کی زبان سمجھ میں کیسے آ رہی ہے؟''

''انگریزی Subtitles۔'' اس نے انگلی سے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔ ''اور یہ بہت اچھا شو ہے۔ اس کا نام ہے انتقام اور اس میں ایک لڑکی.....''

''پتہ ہے مجھے۔ یہ امریکن شو Revenge کی کاپی ہے۔ اب میری بات سنو۔''

''ایک منٹ.... ایک منٹ....'' اس نے برہمی سے تالیہ کو دیکھا۔ ''یہ کاپی نہیں ہے۔ Turks کاپی نہیں کرتے۔ انہوں نے اس کے کاپی رائٹس خرید کے اسے ترک زبان میں ڈھالا ہے۔ مائینڈ یو۔''

''تم ترکوں کو ڈیفینڈ کرنے کی بجائے میری بات نہیں سن سکتے کیا؟ تم نے کہا تم میرے شرنک ہو۔ تو تمہیں میری بات سنی

چاہیے۔"

اس بات پہ جہان کے تاثرات بدلے۔ اس نے پیالہ میز پہ رکھا' ریموٹ سے ٹی وی بند کیا تو آوازیں اور نیلی روشنی دونوں دم توڑ گئیں۔

کمرے میں اب صرف مدھم زرد روشنیاں رہ گئیں۔ وہ اب ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کے اس کی طرف ترچھا ہو کے بیٹھا اور نرمی سے بولا۔

"بتاؤ' تم کیا فیل کر رہی ہو؟"

"مجھے یہ جاننا ہے کہ داتن کو واقعی کوئی بیماری ہے یا نہیں۔ مگر میں اپنے کانٹیکٹس سے نہیں پوچھ سکتی۔ میرے اور داتن کے کانٹیکٹس ایک ہی ہیں۔ اگر میں نے ان سے پوچھا تو اسے پتہ چل جائے گا اور وہ مزید اس بات کو چھپا لے گی۔ مگر تم پتہ کر سکتے ہو۔"

جہان کے تاثرات بدلے۔ نرمی کی جگہ دبے دبے غصے نے لے لی۔ اس نے واپس ریموٹ اٹھایا اور ٹی وی آن کرتے ہوئے بولا۔ "تم اپنے محسوسات بتانے نہیں' کام کہنے آئی ہو۔"

"ہاں تو تم کر سکتے ہو نا۔ تمہارے کانٹیکٹس مجھ سے زیادہ ہیں۔" وہ تیز تیز کہہ رہی تھی۔

"نہیں کروں گا۔" وہ ٹی وی آن کر چکا تھا اور اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

"تم احمد نظام سے کہو کہ وہ داتن کی تمام شناختوں کو چیک کریں۔ وہ ہسپتال کے بل کسی سے تو پے کرتی ہو گی۔"

"سوری۔ یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"تم کر سکتے ہو۔ تم اس کے کریڈٹ کارڈ ریکارڈز نکلواؤ' یا ہسپتال میں کسی کو ڈرا دھمکا سکتے ہو یا اس کی فیملی کو کوئی لالچ دے سکتے ہو۔ اور وہ تمہیں بتا دیں گے۔"

"مجھے ٹی وی دیکھنے دو۔" اسکرین کی نیلی روشنی اس کے سنجیدہ چہرے پہ سیدھی پڑ رہی تھی اور وہ برہم نظر آ رہا تھا۔

"میں پیسے دوں گی' جو بھی خرچ آئے۔ مگر تم کسی بھی طرح مجھے یہ معلوم کر کے بتا دو کہ وہ واقعی بیمار ہے یا یہ غلط فہمی ہے۔ میں کروں گی تو وہ جان جائے گی۔ تم تو ایک دن میں ہر چیز معلوم کر لیتے ہو تو....."

"کہا نا' تالیہ' میں نہیں کر سکتا۔" اس نے ایک دم اتنے غصے سے کہا کہ وہ جو بولتی جا رہی تھی' رک گئی۔ بالکل شل اور ساکت۔

دونوں چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

وہ غصے سے اور تالیہ بے یقینی سے....

پھر شہزادی کے ماتھے پہ بل پڑے۔ جبڑا بھینچ گیا۔

''فائن۔ تم ٹی وی دیکھو۔'' وہ ایک دم اٹھی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

چاند بادلوں کے درمیان سے جھلکتا نیل پہ جھک رہا تھا۔ رات کے اس پہر سانپ جیسے دریا پہ سکوت چھایا تھا۔ بالکونی میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور وہ شال لپیٹے' ماتھے پہ بل ڈالے کھڑی' سیاہ پانیوں کو دیکھ رہی تھی۔ ہوا سے بال پیچھے کو اڑ رہے تھے مگر وہ ان کو چھو بھی نہیں رہی تھی۔

پھر اسے قدموں کی آہٹ سنائی بھی نہ دی اور وہ دھیرے سے اس کے ساتھ آکھڑا ہوا۔

''تالیہ۔ بات سنو۔'' نرمی سے پکارا۔

''اٹس اوکے اگر تم نہیں کرسکتے۔ مجھے تم سے پرسنل فیور مانگنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ میں واپس جاؤں گی تو اپنے طریقوں سے معلوم کروالوں گی۔'' وہ پانی کو دیکھتے ہوئے سپاٹ سا بولی۔ وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے' سینے پہ بازو لپیٹے' ایسے کھڑا ہوا کہ اس کا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔

''کیسے طریقوں سے؟'' غور سے تالیہ کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی۔

''وہی جو معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنائے جاتے ہیں۔ کسی کو کون کر کے۔ کسی کو بلیک میل کر کے۔ کسی کو خرید کے۔''

''اور میں تمہیں یہی بتانا چاہ رہا تھا کہ تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ سمجھانے والے انداز میں بولا تو تالیہ نے سر جھٹکا۔

''میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ میں خوامخواہ ایموشنل ہوگئی۔ ابھی مجھے نیلوفر پہ فوکس کرنا ہے اور کام کو ختم کرکے...''

''سنو لڑکی...'' وہ زور دے کے بولا۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا اور وہ پانی کو۔ ''تمہیں اگر اپنی لیڈی فرینڈ کے بارے میں کچھ معلوم کرنا ہے تو یاد رکھو وہ تمہاری دوست ہے۔ تمہیں کسی کو کون کرنے یا خریدنے یا بلیک میل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں صرف ایک کام کرنا ہے۔''

وہ دریا میں تیرتے چاند پہ سپاٹ نظریں جمائے رکھی۔ بولی کچھ نہیں۔

''Just Ask her nicely.'' وہ نرم مگر پراصرار لہجے میں بولا۔

تالیہ مراد کے جسم کے سارے عضو شل ہو گئے۔وہ بالکل متحیر سی کھڑی رہ گئی۔پھر دھیرے سے..... بے یقین نظریں موڑ کے جہان کو دیکھا۔

''کیا؟''

''وہ تمہاری دوست ہے۔اسے معلوم ہے تم اس کی خیر خواہ ہو تو تم اتنے لمبے چکروں میں پڑنے کی بجائے ڈائریکٹلی اور نائیسلی اس سے پوچھ سکتی ہو اور وہ تمہیں بتادے گی۔''

تالیہ کی اس پہ جمی سیاہ آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

''دیٹس اٹ۔''وہ جیسے چونک گئی۔''مجھے صرف اس سے ڈائریکٹ پوچھنا تھا۔''

''یہی میں کہہ رہا ہوں۔''

وہ جیسے کسی خواب سے جاگی تھی۔

''ہمیں کسی کو خریدنے' یا بلیک میل کرنے کی ضرورت نہیں تھی' جہان۔ہمیں صرف ڈائریکٹلی اس سے پوچھنا تھا اور وہ سب بتادیتی۔''

''بالکل۔تم اپنی اس لیڈی فرینڈ کو فون کرو اور اس سے پوچھو کہ.....''

''داتن نہیں.....نیلوفر۔''وہ ایک دم بولی تو وہ رک گیا۔بھنویں اچکائیں۔

''نیلوفر؟''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ہم اس سارے گیم کو غلط طریقے سے کھیل رہے تھے۔ہمیں صرف نیلوفر سے ڈائریکٹلی پوچھنا تھا اور وہ اپنے پبلشر کا نام بتادیتی۔''

''تالیہ.....آر یو اوکے؟''وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔''تمہاری دوست کی بیماری.....''

''اس کو میں واپس جا کے دیکھ لوں گی اور واپس جانے کے لئے مجھے اس کام کو فوراً مکمل کرنا ہے۔یہ.....یہ ٹرکش ڈرامہ جو تم دیکھ رہے تھے۔تم نے کہا ٹرکش لوگ کاپی نہیں کرتے.....گریٹ۔تم کبھی ترکی گئے ہو؟''وہ ایک دم جوش سے پوچھ رہی تھی۔

''ایک دفعہ بھی نہیں۔''

''جھوٹ مت بولو۔تم آج کسی بات پہ اللہ اللہ کہہ رہے تھے۔جو لوگ ترکی میں رہے ہوں صرف وہی یہ کہتے ہیں۔اب بتاؤ' تم نیلوفر کو کون کرنے کے لئے ایک کردار ادا کر سکتے ہو؟''

''ہاں۔کرلوں گا۔مگر تمہارے ذہن میں کیا چل رہا ہے؟''وہ اسے اچھنبے سے دیکھ رہا تھا۔مگر وہ ذہنی طور پہ کہیں دور پہنچی

ہوئی تھی۔

''اور سنو.....میں حالم کے فون سے جب کلائینٹس سے بات کرتی تھی تو آواز کو distort کر لیتی تھی.....وہ ایک ریگولر سافٹ وئیر ہے جو سب استعمال کرتے ہیں۔اس سے آواز صرف بھاری ہوتی ہے۔تمہارے پاس کوئی ایسا سافٹ وئیر ہے جو کسی کی آواز کو صرف distort نہ کرے بلکہ فون پہ اسے ایک دوسری خوبصورت آواز میں بدل دے؟''

جہان نے اب کے مشکوک نظروں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

''ہاں۔۔ہے۔''

''گڈ۔اور تمہیں اس کون گیم میں ایک کردار کرنا پڑے گا۔الماس کو کون کرنے کے لیے۔کرلو گے نا؟''

''کہا نا کرلوں گا۔مگر کردار کس کا ہے؟''

تالیہ مراد کھلے دل سے مسکرائی۔

''ایک ترک آدمی کا۔تمہیں یہ ظاہر کرنا ہے کہ تمہیں ترکش زبان آتی ہے ورتم ساری زندگی استنبول میں رہے ہو۔بتاؤ۔اتنا کر سکتے ہو؟''

جہان سکندر نے بہت ضبط سے گردن موڑ کے دریا کے پانی پہ تیرتے چاندی کے ورق کو دیکھا۔چند گہرے سانس لیے اور جب واپس چہرہ تالیہ کی طرف موڑا تو شدید شک و شبہ تھا۔

''مجھے ایک دفعہ پھر تمہارا بیک گراؤنڈ چیک کرنا پڑے گا' تالیہ کیونکہ مجھے شک ہو رہا ہے کہ کہیں تم مجھے ٹارگٹ کرنے تو نہیں آئیں۔''وہ سخت ناخوش لگ رہا تھا مگر تالیہ اس وقت اتنی پر جوش تھی کہ وہ کچھ اور نہیں سن رہی تھی۔

**اس کا ذہن الماس بخت کے لیے ایک کھیل بُن رہا تھا اور وہ کھیل کافی دلچسپ تھا۔**

☆☆=========☆☆

جاری ہے---

کیا ہو گا کھیل کا انجام؟ حالم کے باب اٹھارہ کا یہ حصہ اول تھا۔حصہ دوم ابھی باقی ہے ڈیئر ممبرز۔۔۔

# حالم (نمرہ احمد)

اٹھارہواں باب:

## "چور اور جاسوس" (حصہ دوم)

صبح کی دودھیا روشنی نیل کے دریا پہ پھیلی تھی۔

بحری جہاز سست روی سے پانی کے وسط سے گزر رہا تھا۔ دور دور تک دریا میں اس وقت دوسری کوئی کشتی دکھائی نہ دیتی تھی۔ جہاز کے عرشے کی مصنوعی گھاس پہ کرسیاں ڈالے اوپر لگی چھتریوں کے سایے میں بیٹھے مسافر ناشتہ کر رہے تھے۔ منروا کروز کے سفر کا یہ دوسرا دن تھا اور ابھی پانچ دن کا سفر باقی تھا۔

نیل کے دریا پہ کشتی میں سفر کرتے ہوئے قدیم مندر، کھنڈرات اور اہرام دیکھنا برسوں سے مصر آنے والے سیاحوں کا رواج رہا تھا۔ گو کہ اب بہت سے سیاح سڑک کے ذریعے ان تمام جگہوں کو دیکھ لیتے تھے مگر اکثریت ایسی تھی جو کشتیوں اور کروز شپس پہ آرام کرتے ہوئے ایک ایک جگہ کا نظارہ کرتے ہوئے گزرتی تھی۔ Luxuor کے مقام سے منروا کروز محو سفر ہوا تھا اور اسے سست روی سے دریا میں سفر کرتے ہوئے Aswan تک پہنچنا تھا۔

یہ ایک آئیڈیل مصری ہالیڈے تھی جس سے اس وقت اس لگژری شپ کے مسافر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

عرشے کی ایک میز پہ نیلوفر، اس کی ماں اور الماس بھی براجمان تھیں۔ ناشتہ ان کے سامنے چنا تھا۔ نیلوفر کی ماں سے کسی بات پہ بحث ہو رہی تھی اور الماس کافی پیتے ہوئے سنجیدگی سے فون پہ لگی تھی۔ درمیان میں وہ رک کے نیلوفر کو سمجھداری سے کسی بات پہ لقمہ دیتی تو اس کی اونچی پونی فضا میں دائیں بائیں جھومتی۔

دور بیٹھی تالیہ مسکرا کے اس کو دیکھ رہی تھی۔

نیلوفر کی فی میل لیلفا دریافت کرنے کے بعد وہ قدرے سکون میں آ گئی تھی۔ آج اس نے صبح کی مناسبت سے سفید اور زرد لمبی اسکرٹ پہن رکھی تھی اور سر پہ ترچھا ہیٹ رکھا تھا۔ نظریں الماس پہ جمی تھیں۔ چائے کے اندر اترتے گھونٹ کچھ یاد دلا کے توجہ ہٹاتے تھے مگر وہ سر جھٹک دیتی۔

(چائے کی عادت اور چائے سے جڑے لوگوں کو اس وقت یاد نہیں کرنا۔ فوکس' تالیہ۔ فوکس!)

''کام کہاں تک پہنچا؟'' اس نے کان میں موبائل کے ہینڈز فری لگا رکھے تھے۔ اور جس سے بات کر رہی تھی وہ نیچے اپنے ہوٹل روم کے صوفے پہ براجمان' ٹانگیں قینچی صورت میز پہ رکھے' گھٹنوں پہ لیپ ٹاپ جمائے کی بورڈ پہ انگلیاں چلا رہا تھا۔

''میں نے ایک ویب پیج بنا دیا ہے۔'' وہ بتا رہا تھا۔ ''ترکی کی ایک مشہور لٹریری ایجنسی کا ویب پیج۔ اس ایجنٹ کا نام کیا تھا جس نے تمہارے دوست کو ترکی میں کتاب چھپوانے کی پیشکش کی تھی؟''

''زینب کامران۔''

''زینب نہیں۔ زینپ۔ ترک نام کے آخر میں ''ب'' کی جگہ ''پ'' استعمال کرتے ہیں۔''

''ہاں اور تم تو کبھی ترکی گئے نہیں ہو۔''

''میں تو کبھی تمہارے ملک بھی نہیں گیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہاں تمہیں کیسے مخاطب کیا جاتا ہے' چے تالیہ۔'' طنز سے بولا تو تالیہ نے سر جھٹکا۔

''اینی ویز۔ مجھے زینپ کامران کے نام سے اس جعلی ڈومین پہ ای میل آئی ڈی بنا کے بھیجو۔''

''میری بات سنو لڑکی!'' اسے خیال آیا۔ ''اگر الماس نے زینپ کی ای میل ملنے کے بعد اصل زینپ کے آفس کال کر دی تو؟''

''ڈونٹ وری۔ زینپ کامران ترکی کی بہت بڑی لٹریری ایجنٹ ہے اور اس کا ای میل یا فون نمبر نیٹ پہ دستیاب نہیں ہے۔ صرف آفس نمبر ہے اور اس کی جو اسسٹنٹ فون اٹھاتی ہے' اس کو انگریزی سمجھ ہی نہیں آتی۔ اگر اس نے اصلی ایجنٹ کو فون بھی کیا تو بھی ساری باتیں Lost in translation ہو جائیں گی۔ لاگن بھیجو۔ مجھے الماس کی طرف پہلا جال پھینکنا ہے۔''

''مجھے تمہارے پلان پہ ذرہ بھی اعتبار نہیں ہے لیکن خیر.... لاگن بھیج رہا ہوں۔''

تالیہ نے مسکرا کے فون کان سے ہٹا کے دیکھا۔ وہ مطلوبہ کام کر چکا تھا۔

''ڈئیر نیلوفر بخت!''

صبح کی ٹھنڈی ہوا میں چھتری تلے تنہا بیٹھی' ہیٹ والی لڑکی مسکرا کے بٹن دبانے لگی۔

''میرا نام زینپ کامران ہے اور میں ''نور جہان امیر لٹریری ایجنسی'' کی ایک لٹریری ایجنٹ ہوں۔ ہماری ایجنسی 60 کی دہائی سے ترکی میں کام کر رہی ہے اور ہمارا اصل کام غیر ملکی فکشن اور نان فکشن کو ترکش زبان میں ڈھالنا ہے۔

ہم بیرونِ ملک جن کلائینٹس کے ساتھ کام کرتے ہیں ان میں ہار پر کولنز' رینڈم ہاؤس' پینگوئن' بلومزبری' وغیرہ شامل ہیں۔ آپ ان میں سے کسی کے بھی ایڈیٹر سے میرے بارے میں پوچھ سکتی ہیں۔ میں آپ کی کتاب کا ترکش ترجمہ کرنے میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ اگر آپ کو یہ پرپوزل مناسب لگے تو پلیز مجھ سے رابطہ کرلیں کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ اس کتاب کا ترکش ترجمہ اس کے انگریزی ورژن کے ساتھ آئے۔

زینپ کامران۔"

"سنو" وہ اس کے کان میں لگے آلے میں بولا۔ "ای میل کے آخر میں اپنا نام زینپ کامران لکھتے وقت "کامران" کو بڑے حروف میں لکھنا۔ ترک اپنا لاسٹ نیم بڑے حروف میں لکھتے ہیں۔"

"اور یہ بھی تمہیں ترکی گئے بغیر معلوم ہے؟"

"ہاں کیونکہ میں ترکش ڈرامے بہت دیکھتا ہوں۔" وہ جل کے بولا تھا۔

"مگر جو ڈرامہ تم دیکھ رہے تھے' وہ تمہیں بالکل پسند نہیں آرہا تھا۔ یقیناً کسی نے تمہیں زبردستی یہ ڈرامہ دیکھنے پہ مجبور کیا ہوگا۔ تمہاری بیوی نے؟" مسکراہٹ دبا کے سادگی سے سوال کیا۔

"میں شادی شدہ ہوں' نہ میری کوئی بیوی ہے۔ الماس پہ فوکس کرو۔"

"جھوٹے کی پانچویں نشانی۔ وہ لمبی چوڑی تردید کرتا ہے۔"

اس نے فون رکھ کے نگاہیں اوپر اٹھائیں۔ دور بیٹھی الماس اب ناشتہ کرنے میں مصروف نظر آرہی تھی۔ الماس اور نیلوفر کے فون ساتھ ساتھ میز پہ رکھے تھے۔ یکدم دونوں نے اپنے اپنے فونز اٹھا کے دیکھے۔ تالیہ نے غور سے ان کے انداز کو دیکھا۔ (ای میل دونوں کو بیک وقت موصول ہوئی تھی۔ یعنی نیلوفر کا ای میل دونوں فونز پہ کھلا تھا۔) نیلوفر نے نظر انداز کیا مگر الماس ہاتھ روک کے میل پڑھنے لگی۔

تالیہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ وہ ان سے چند میزیں دور ہی بیٹھی تھی۔

الماس نے ای میل پڑھی اور فون واپس رکھ کے ناشتہ کرنے لگی۔

تالیہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ابرو بھنچ گئے۔ "اس نے ریپلائی کیوں نہیں کیا؟"

"ریلیکس۔ اسے وقت دو۔ پہلے وہ تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ ویسے بھی آج کل کے بچوں کا سب سے مخلص راہنما گوگل ہوتا ہے۔"

نیلوفر اور اس کی ماں دفعتاً کسی بات پہ بحث کرتے اٹھ گئے مگر الماس آہستہ آہستہ ناشتہ کرتی رہی۔ پھر نیپکین سے ہاتھ

صاف کیے اور وہیں ٹیک لگائے موبائل اٹھالیا۔

اب وہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔

تالیہ کا فون بجا تو اس نے دھڑکتے دل سے ای میل کھولی۔

''ڈیئر زینب۔

آپ کا مس نیلوفر بخت کی کتاب کے لئے پروپوزل کافی دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ پلیز مجھے اپنے ادارے اور طریقہ کار کے بارے میں مزید بتائیں۔''

الماس بخت۔''

''ہوں۔'' تالیہ نے سوچتے ہوئے ہنکارا ابھرا۔''اس نے ای میل ماں کی طرف سے نہیں' اپنی طرف سے کی ہے۔ وہ پروفیشنل بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں اس لڑکی کا دماغ پڑھنا چاہ رہی ہوں۔''

''اسے تمہاری ای میل ٹھوس لگی ہے تبھی تو جواب دیا ہے۔ ویسے... تم نے ترکی رہے بغیر بھی ترک خاتون بن کے ای میل کر دی۔ کیسے؟'' وہ طنز سے پوچھ رہا تھا۔ جواب میں تالیہ نے منہ بنایا تھا۔

''ترکی نہیں رہی لیکن ایک رائٹر کے ساتھ ضرور رہی ہوں۔ ایڈم سے اسی ترکش ایجنسی کی زینب کامران نے رابطہ کیا تھا مگر بعد میں بات نہیں بن سکی تھی۔ اس سارے کون گیم میں جہان' مجھے یہ فائدہ حاصل ہے کہ میں جانتی ہوں کہ پبلیشرز اور لٹریری ایجنسیز کیسے کام کرتی ہیں۔ الماس نہیں جانتی۔ اس بچی نے ہاؤس آف کارڈز اور ویسٹ ونگ دیکھ کے یہ تو معلوم کر لیا ہے کہ سیاستدانوں کے اسکینڈلز والی کتابیں ان کو تباہ کر دیتی ہیں مگر...'' وہ مسکرائی۔''مسئلہ یہ ہے کہ یہ ان کی پہلی کتاب ہے۔ اور رائٹرز پہ بہت کم ہی ڈرامے بنتے ہیں اس لئے لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کتاب کی پبلیشنگ کیسے ہوتی ہے۔ بس مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی۔''

''کیا؟''

''یہ تو طے ہے کہ نیلوفر کے پاس کوئی لٹریری ایجنٹ نہیں ہے۔ الماس ہی اس کی ایجنٹ ہے۔ اگر کوئی ایجنٹ ہوتا تو الماس ای میل کا خود جواب نہ دیتی۔ ایجنٹ جواب دیتا۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ بغیر ایجنٹ کے اس بچی نے کوئی پبلشر ڈھونڈ کیسے لیا؟'' یہاں آکے وہ الجھ جاتی تھی۔

''نیلوفر اتنی مشہور ہے۔ اس نے کتاب اناؤنس کی تو کسی پبلشر نے رابطہ کر لیا ہوگا۔ سمپل۔''

''اونہوں۔ رائیٹنگ ورلڈ ایسے نہیں کام کرتی۔'' وہ نگاہیں دور بیٹھی الماس پہ مرکوز کیے سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ (الماس

ابھی تک اپنے فون پہ لگی تھی۔یقیناً وہ زینپ کو گوگل کر رہی تھی۔)

''بڑے ممالک میں پبلشرز کبھی رائٹر سے ڈائریکٹ کانٹیکٹ نہیں کرتے۔بڑے پبلشرز Unsolicited مسودہ نہیں پڑھتے۔یعنی وہ مسودہ جو بغیر کسی ایجنٹ کے ذریعے ان تک پہنچا ہو۔''

''مطلب لاوارث مسودہ۔''

اس نے اس توہین آمیز اصطلاح پہ جبڑا بھینچ لیا اور ضبط سے بولی۔

''ہاں۔کوئی بھی لاوارث مسودہ نہیں پڑھتا۔آپ ڈائریکٹ ایڈیٹر کو مسودہ نہیں بھیج سکتے۔رائٹر کو پہلے ایک لٹریری ایجنسی کا کوئی ایجنٹ ہائر کرنا ہوتا ہے۔جیسے پراپرٹی ایجنٹ ہوتے ہیں نا۔دونوں پارٹیز سے کمیشن پکڑنے والے۔ایسے ہی لٹریری ایجنٹس ہوتے ہیں۔''وہ اب سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''رائٹر اپنا کام ایجنٹ کو بھیجتا ہے۔اگر ایجنٹ کو آپ کا کام اچھا لگے تو وہ اس کی پریزینٹیشن بناتا ہے اور پوٹینشل پبلشرز کو دکھاتا ہے۔ایجنٹ آپ سے پیسے نہیں لیتا۔رائٹر اور پبلیشر کی ڈیلنگ کروانے کے بعد وہ رائٹر کی رائلٹی سے شیئر لیتا ہے۔زینپ بھی اس وقت ایک ایجنٹ ہے جس کو اگر الماس ہائر کرلے تو وہ ترکی میں اس کو ایک اچھا پبلیشر ڈھونڈ دے گی۔اور اس ساری ڈیلنگ کے دوران مجھے الماس سے اس گورے پبلیشر کا نام اگلوانا ہے جو کینیڈا میں نیلوفر کی کتاب چھاپ رہا ہے۔''

''ویسے تم کتنے لوگوں کو لٹریری ایجنٹ بن کے لوٹ چکی ہو؟''جہان کی مشکوک آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار ہنس دی۔

''کہانا....ایڈم کی وجہ سے مجھے یہ سب معلوم ہے۔وہ مجھ سے مشورہ لیتا تھا ہمیشہ۔''آواز میں ایک دم اداسیاں گھل گئیں۔مگر خیر۔اس نے سر جھٹکا اور موبائل پہ ٹائپ کرنے لگی۔

''میں اب الماس کو آفر کر رہی ہوں کہ وہ مجھے اپنا ایجنٹ مقرر کر لے اور....''

''نہیں رکو۔''

تالیہ کی تیز چلتی انگلیاں رکیں۔''کیوں؟''

''اس لڑکی کو بہت سی آفرز ملتی ہوں گی۔وہ تمہاری آفر کیوں قبول کرے گی؟''

''کیونکہ میں اسے ترکی میں پبلش ہونے کا خواب دکھا رہی ہوں' جہان۔''وہ قدرے ناگواری سے بولی۔''میں ایسے ہی لوگوں کو کون کرتی ہوں۔انہیں ناممکن خواب دکھا کے۔اسے اس وقت سب سے زیادہ خواہش دنیا بھر میں اپنی کتاب کے مشہور ہونے کی ہے۔میں اس کا خواب پورا کرنے جا رہی ہوں۔کانٹریکٹ سائن کرنے سے پہلے اس کو مجھے لازماً اپنے

گورے پبلشر کا نام بتانا ہوگا اور کام ختم۔"

"تم لوگوں کو بے شک ایسے ہی کون کرتی ہوگی مگر میں انسان کی فطرت کا مطالعہ بھی کرتا ہوں۔ اس لڑکی کے جوتوں میں گھس کے اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کی سب سے بڑی کمزوری کیا ہے جسے یہ ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی؟"

کان میں لگے آلے میں وہ مسلسل بولے جا رہا تھا۔ تالیہ نے جھنجھلا کے فون رکھا۔

"ایک تو تم ہر وقت کسی کی کمزوری کو ٹارگٹ کرنے کی بات کیوں کرتے ہو؟"

"کمزوریاں انسان کا بلائنڈ سپاٹ ہوتی ہیں۔ تم الماس کا بلائنڈ سپاٹ ڈھونڈو۔" وہ تنبیہ کر رہا تھا۔

تالیہ ماتھے پہ بل ڈالے دور بیٹھی لڑکی کو دیکھنے لگی۔

وہ ابھی تک فون پہ لگی تھی۔ دفعتاً ویٹر نے بل کا فولڈر سامنے رکھا تو الماس نے فولڈر کھول کے اپنا کارڈ نکالا اور واپس پرس میں ڈالا۔ پھر وہ رکی.... ایک نوٹ نکال کے فولڈر میں ڈالا اور واپس فون پہ لگ گئی۔

"یہ ایک چھوٹی بچی ہے جس نے خود پہ بہت بڑی ذمہ داری ڈال لی ہے اور...." وہ گویا اس کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی

...."اور اسے ٹپ دینے کی عادت نہیں تھی مگر خود کو کچھ ظاہر کرنے کے لئے وہ اپنا امیج بنائے رکھنا چاہتی ہے.... مجھے نہیں پتہ جہان۔" وہ اکتا گئی۔ اچھی بھلی وہ ای میل لکھ رہی تھی کہ اس آدمی نے درمیان میں پیچیدگی نکال لی تھی۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ اگر اتنی سی عمر میں وہ اتنا بڑا کام کر رہی ہے، درست یا غلط.... تو کیا صرف ہم نے اس کے بارے میں "چھوٹی بچی" کے الفاظ استعمال کیے ہوں گے؟"

وہ چونکی۔ "نہیں۔ یقیناً نہیں۔ اس کی ماں کی دوستیں بھی اس کو age shame کرتی ہوں گی۔"

"اور یہی الماس بجنت کی کمزوری ہے۔ وہ خود کو اپنی عمر اور قد سے بڑا ظاہر کرنا چاہتی ہے مگر اندر سے اس کو خود بھی معلوم ہے کہ وہ پروفیشنل نہیں ہے۔" وہ کیا کہہ رہا تھا' تالیہ سمجھ رہی تھی۔

"تالیہ.... تم ای میل میں لکھو کہ تمہیں پروفیشنل طریقے سے کام کرنا ہے اس لئے تمہیں...."

"اس لئے مجھے تیلوفر کی بیٹی سے نہیں' بلکہ تیلوفر کی لائسنس شدہ لٹریری ایجنٹ سے بات کرنی ہے۔" تالیہ کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پہ چلنے لگیں۔

جہان مسکرایا تھا۔

"پہلی دفعہ تم نے میری بات کاٹ کے غلطی نہیں کی۔"

"Ten points to Gryffindor!" تالیہ نے چہک کے جیسے خود کو سراہا۔

''اب اس ای میل کا وہ دو طرح سے جواب دے گی۔'' وہ اس کو نظر انداز کر کے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ ''اگر اس کے پاس بہت آفرز ہیں تو وہ غرور سے کہے گی کہ وہی اپنی ماں کی ایجنٹ ہے..... لیکن اگر وہ تمہاری کہانی میں پھنس رہی ہے تو وہ تم سے مرعوب ہو جائے گی۔ اس کا احساسِ کمتری اس کو تم سے امپریس کر دے گا اور وہ کہے گی کہ اس کی ماں ان معاملات کو خود ڈیل کر رہی ہے اور وہ مصروفیت کے باعث الماس سے ای میل کرواتی ہے۔ وہ خود کو ایک اصلی ایجنٹ کے سامنے کبھی بھی اپنے قد سے بڑا نہیں ظاہر کر سکے گی۔''

تالیہ نے ای میل بھیج کے موبائل رکھا اور مسکرا کے دور بیٹھی الماس کو دیکھا۔ وہ ہنوز اپنے فون پہ لگی تھی۔

''اگر اس نے کہا کہ وہ اپنی ماں کی ایجنٹ ہے تو وہ نہیں پھنسی۔ اگر اس نے اعتراف کیا کہ ٹیلوفر کا کوئی ایجنٹ نہیں ہے تو وہ پھنس گئی ہے۔ ٹھیک؟'' اس نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا اور ہینڈز فری کے مائیک میں بولی۔ ''دیکھتے ہیں اب الماس کیا کرتی ہے۔''

الماس کا اگلا جواب لٹمس ٹیسٹ کی طرح اس کی ذہنی کیفیت واضح کرنے والا تھا۔ تالیہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

مگر الماس بخت کچھ دیر بعد فون جیب میں ڈال کے اٹھی اور اخبار اٹھا کے آگے بڑھ گئی۔ اس نے جواب نہیں دیا تھا۔

تالیہ نے اضطراب سے پہلو بدلا۔ الماس اس کے سامنے دور جا رہی تھی۔ رستے میں اسے ماں کی ایک دوست مل گئی تو دونوں مسکرا کے بات کرتی ایک ساتھ چلنے لگیں۔

''تم اور تمہاری انسانی فطرت کا مطالعہ' جہان۔'' وہ دانت پیس کے بولی۔ ''تم نے میرا سارا کون گیم خراب کر دیا ہے۔ میں نے اسے ایٹی ٹیوڈ دکھایا اور وہ اب میری بات میں انٹرسٹڈ ہی نہیں ہے۔''

وہ شدید بے بسی محسوس کرنے لگی تھی۔

☆☆=========☆☆

وہ کمرے میں آئی تو اس کا موڈ خراب تھا۔ جہان کو سامنے صوفے پہ بیٹھے دیکھ کے مزید خراب ہو گیا۔

''ریلیکس۔ وہ جواب دے دے گی۔'' وہ بہت تسلی سے بیٹھا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ دیوار میں لگی گول کھڑکی سے نیل کا پانی دھوپ میں چمکتا دکھائی دے رہا تھا۔

''میں اچھی بھلی اس کو ٹریپ کر رہی تھی اور تم نے اس کی ego چیلنج کر کے اسے مجھ سے بدظن کر دیا۔'' وہ برہمی سے بولی۔

''کبھی صبر اور انتظار کے الفاظ سنے ہیں تم نے؟ For a change?''

وہ گردن اٹھائے ناپسندیدگی سے اسے دیکھ کے بولا۔ تالیہ کا تو دماغ گھومنے لگا۔

''اچھا؟ تمہارے خیال میں ''مجھے'' صبر سے کام لینا نہیں آتا؟'' سینے پہ انگلی رکھ کے بے یقینی سے پوچھا۔

''کیوں؟ تمہاری زندگی کے ہر اسٹیپ پہ ایک ہی چیز تو مشترک ہے۔جلدی جلدی سب حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ سیاسی عہدہ ' وان فاتح' اپنی آزادی۔No Offence۔'' خشک انداز میں کندھے اچکا کے بولا۔

''ہاؤ رُوڈ....تم میری کہانی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

''مگر تمہاری پروفائلنگ کی تھی میں نے۔'' اس نے جتا کے کہتے ہوئے اپنے موبائل پہ چند بٹن دبائے اور پھر روشن اسکرین سے دیکھ کے پڑھنے لگا۔

''تالیہ بنت مراد....عصرہ محمود کے ساتھ ایک آرٹ نیلامی میں نظر آئی....چند دن میں اس نے وان فاتح کی باڈی وومن کا عہدہ لے لیا....چند دن مزید گزرے تو وہ چیف آف اسٹاف بن گئی....مگر الیکشن ہوتے ہی وان فاتح کی پالیسیز سے اختلاف کر کے استعفیٰ دے کر بھی چلی گئی۔ جب صوفیہ رحمٰن نے ڈیل کی آفر کی تو چند دن کے نوٹس پہ وہ مصر بھی آ گئی۔'' فون سے آنکھیں اٹھا کے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھا جو اسے گھورے جا رہی تھی۔

''کیا تمہیں کبھی کسی نے بتایا ہے تالیہ کہ ہر کام میں وقت لگتا ہے؟''

''تم وقت کے بارے میں مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔'' وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔

''زندگی کے ہر اسٹیپ پہ تم عجلت سے کام لیتی ہو۔ بے صبری اور انتظار نہ کرنا تمہاری کہانی کے ہر باب میں مشترک ہے۔'' وہ موبائل جیب میں رکھتے ہوئے بے رحمی سے تبصرہ کر رہا تھا۔

''اور تمہاری زندگی کے ہر اسٹیپ پہ کیا مشترک رہا ہے؟ تمہارا جج مفلل رویہ؟'' طنز سے بولی تو جہان نے بے پرواہی سے شانے اچکائے۔

''تم میرے بارے میں اس سے زیادہ نہیں جان سکتیں جتنا میں دکھانا یا بتانا چاہوں۔'' جتا کے بولا' گویا تنبیہہ کی ہو۔ پی کیپ پہنے' جیکٹ کے آستین کہنیوں تک موڑے وہ اس وقت بالکل بے تاثر لگ رہا تھا۔

تالیہ اپنی کرسی پہ آ بیٹھی اور خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔

باہر دریا پہ دور سے ان کی سمت میں آتی دو کشتیاں دکھائی دے رہی تھیں۔وہ بھی یقیناً سیاحوں سے بھری تھیں۔

''وہ کتابیں تھیں۔''

وہ ان کشتیوں پہ نظریں جمائے بولی تو وہ جو پھر سے موبائل نکالنے لگا تھا' چونک کے اسے دیکھنے لگا۔

''سوری؟''

''میری زندگی کے ہر اسٹیپ پہ جو مشترک تھیں وہ کتابیں تھیں۔''

اس کی آنکھیں پانی کی سطح پہ جمی تھیں جہاں سنہری افشاں کے ذرات بکھرے آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے۔

''میں کتابیں نہیں پڑھتی تھی۔ مگر کتابوں نے مجھے ڈھونڈ لیا۔ یہ کتابیں تھیں جو ہم تینوں کو قریب لائی تھیں حالانکہ میں کبھی بھی قدر دان ریڈر نہیں رہی تھی۔''

وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہی تھی۔

سنہری افشاں سے چمکتے پانی کی سطح ہوا سے دھیرے دھیرے ہچکولے کھا رہی تھی۔

''داتن اچھی ریڈر تھی۔ لائبریرین کی جاب اس کا بہترین کور تھا۔ کتابوں نے اسے عرصہ تک ڈھانک کے رکھا۔ آریانہ بھی کتابیں پڑھتی تھی۔ فیری ٹیلز۔ اور اسی لئے وہ تاشہ آگاپوا کا پلے دکھانے اپنے باپ کو لائی تھی۔ مجھے اس پلے میں داتن نے بھیجا تھا کیونکہ وہ اس کردار کو پڑھ چکی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ میں یہ 'کون' آسانی سے کھیل لوں گی۔ تاشہ نامی پری کی اس کہانی نے آریانہ، مجھے اور فاتح کو ملایا۔''

وہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا جو آنکھوں میں سنہری افشاں لئے باہر پانی کو دیکھ رہی تھی۔

''ہمیں جس دوسری شے نے ایک دوسرے سے جوڑے رکھا وہ سن باؤ کا گھر تھا۔ اس گھر کو ملائیشیا کے لوگوں نے قدیم کتابوں میں بنے اس کے نقشوں سے پہچانا تھا۔ میں اپنی جستجو میں اس گھر تک آ پہنچی تھی مگر ایڈم کو کتابوں نے اس گھر کا پتہ دیا تھا۔ داتن کو بھی اس کی کتابوں نے بتایا کہ وہ مجھے باز رکھے مگر وہ گھر مجھے اپنی طرف کھینچ لایا۔ وان فاتح کو اس گھر سے محبت صرف ایک کتاب کی وجہ سے تھی۔ ہم سب کتابوں میں پھنسے تھے سوائے میرے۔ میں کتابیں نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔ داتن کا اصرار تھا کہ میں قدیم پمبورو پہ لکھی کتاب پڑھ کے اس کام سے باز رہوں مگر میں نے داتن کی کتاب پہ یقین نہیں کیا۔ میری کتابوں پہ بے یقینی اور دوسروں کی ان سے محبت ہمیں میرے بابا کے شہر لے گئی۔ وہاں جانتے ہو کیا ہمارے کام آیا؟''

اس نے چہرے کا رخ موڑ کے چمکتی آنکھوں سے جہان کو دیکھا اور آزردگی سے مسکرائی۔ وہ بس خاموشی سے اس کو سن رہا تھا۔

''ایڈم کی کتابیں... جو ہمیں جنگل میں محفوظ رکھتی تھیں۔ وان فاتح کا ''بنگا راملایو'' کا پہلے سے پڑھ لینا جس نے ان کو یہ بتا دیا تھا کہ ان کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ اور میں جانتی تھی کہ میں وان فاتح کو اپنے باپ سے صرف ایک شے کے ذریعے بچا سکتی ہوں۔ اور وہ ہے ایک کتاب جسے میں اپنی مرضی سے لکھوا سکتی ہوں۔ اس کتاب کے لکھنے کی وجہ ایڈم کو پناہ ملی اور اس میں بہت کچھ نہ لکھے جانے سے فاتح کی جان بچی رہی۔ پھر کتابوں نے ہی ہمیں میرے باپ کے جزیرے کا پتہ دیا اور یہ کتاب کا

علم ہی تھا جس نے فاتح کو میرے بابا کے سامنے جتوا دیا۔ جاتے جاتے بھی میں ایک کتاب مجسمے میں چھوڑ آئی۔ ہم واپس آئے تو ایڈم کو اس کی کتاب نے ایک نیا انسان بنا دیا اور مجسمے میں چھپی کتاب نے وان فاتح کو ان کے پرانے اصل کی یاد دلائی۔ رہی میں....'' وہ ہنوز اداسی سے مسکرا رہی تھی۔

''تو مجھے معلوم ہے کہ میری ساری زندگی کی چوریوں کو صرف ایک چیز دھو سکتی ہے۔ ایک کتاب کو چرانا۔ جیسے پہلے کتابیں ہمیں جوڑتی رہی ہیں ایک دفعہ پھر کتاب ہی ہمیں اس سب سے نکالے گی۔ کیونکہ کتابوں کو کبوتروں کی طرح اپنے اصل مالک کی طرف لوٹنے کی عادت ہوتی ہے۔''

''اور تم بک تھیف بن گئیں۔ انٹرسٹنگ۔'' اس کی ساری کتھا پہ اس نے کافی خشک انداز میں تبصرہ کیا تو تالیہ کے ماتھے پہ بل پڑے۔ ماحول پہ طاری فسوں ایک دم غائب ہو گیا تھا۔

''ہاں میں بک تھیف بن گئی۔ اور تم فی الحال میری جاب مشکل بنا رہے ہو۔'' وہ اسے گھور کے بولی۔ پھر بند دروازے کو دیکھا۔'' آر یو شیور تمہیں کسی نے یہاں آتے نہیں دیکھا؟ کیونکہ ہم دونوں کو ساتھ نہیں نظر آنا چاہیے۔ تمہیں ترکش آدمی کا کردار بھی کرنا ہے۔''

''بچے تالیہ.....'' وہ مسکرا کے گویا ہوا۔'' مجھے میری جاب مت سکھاؤ۔ مجھے یہ چیزیں تم سے زیادہ آتی ہیں۔''

تالیہ نے محض (ہونہہ کہہ کے) شانے اچکائے اور میز کی طرف آئی۔ پھر تیزی سے فالتو چیزیں سمیٹنے لگی۔ چند لمحے خاموش گزرے تھے کہ اس کے موبائل کی ٹون بجی۔ یہ ٹون اس نے نیلوفر کی ای میلو کے لیے سیٹ کی تھی۔

بجلی کی سی تیزی سے اس نے موبائل نکالا۔

وہاں الماس کی میل جگمگا رہی تھی۔

''تھینک یو آپ کی ای میل کے لئے زینب... آپ نے لٹریری ایجنٹ کے بارے میں پوچھا ہے تو بتاتی چلوں کہ چونکہ یہ ایک حساس نوعیت کی کتاب ہے اس لیے اس کی تمام ڈیلنگ میم نیلوفر ''خود'' کر رہی ہیں اور ہم کسی لٹریری ایجنسی کو انوالو نہیں کر رہے۔ میں بھی آپ کو میم نیلوفر کی طرف سے ہی ای میل بھیج رہی ہوں۔ وہ میری والدہ ہیں۔

آپ کی ترکش ترجمے کی آفر میم نیلوفر کو دلچسپ معلوم ہوئی ہے۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ کے ذہن میں ترکش ترجمہ چھاپنے کے لئے کیا پلان اور ٹائم فریم ہے تاکہ ہم اس پہ غور کر سکیں؟''

الماس۔''

تالیہ نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا جو مطمئن سا بیٹھا اسی جتاتی ہوئی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''گڈ۔اس نے خود کو لٹریری ایجنٹ نہیں کہا۔صرف ماں کی ترجمان ظاہر کیا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ....''

''کہ وہ میری کہانی میں پھنس رہی ہے۔تھینک یو۔مجھے پتہ ہے۔'' رکھائی سے کہہ کے جلدی جلدی جوابی پیغام ٹائپ کرنے لگی۔

جہان نے اسے دیکھ کے افسوس سے سر ہلایا۔

''اگر تمہاری یادداشت کام کر رہی ہے تو.... یاد ہے یہ ایٹی ٹیوڈ دکھانے والا مشورہ تمہیں کس نے دیا تھا؟''

''ہاں اور یہ مفت تھا۔نہیں؟'' اسی کے انداز میں کہہ کے اس نے موبائل پہ سر جھکا لیا۔پھر ٹائپ کرتے کرتے رکی۔

''فوراً جواب؟ اونہوں۔زینب اتنی فارغ تو نہیں ہے کہ میل پہ میل کرتی جائے۔دیر سے جواب دوں گی۔''

''مزید ایٹی ٹیوڈ۔انٹرسٹنگ۔'' پھر اس نے گھڑی دیکھی اور یوں آگے کو ہو کے بیٹھا جیسے اب بس اٹھنے کا ارادہ ہو۔

''تمہارے پلان میں مجھے کیا رول ادا کرنا ہے؟''

تالیہ نے اس کے عجلت بھرے انداز کو مشکوک نظروں سے دیکھا مگر بولی تو بس اتنا۔''ایک ترک آدمی کا کردار۔''

'''کوئی مافیا باس... یا....کوئی غریب ریستوران اونر؟'' وہ بھی غور سے اس کو دیکھ رہا تھا۔تالیہ نے جواب میں کندھے اچکائے اور پراسرار انداز میں مسکرائی۔

''تمہیں جاننے کی اتنی جلدی کیا ہے۔جب وقت آئے گا تو بتا دوں گی۔آخر ہر چیز میں وقت لگتا ہے نا؟''

اس کے جواب نے جہان کے حلق کے اندر تک کڑواہٹ گھول دی۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے اٹھا اور پی کیپ درست کی۔

''ابھی مجھے کام سے جانا ہے۔واپس آ کے مجھے بریف کر دینا کیونکہ کسی کردار کی تیاری کرنے میں بھی وقت لگتا ہے۔کسی نے آپ کو نہیں بتایا؟'' وہ دروازے کی طرف بڑھا تو وہ تیزی سے بولی۔

''بتایا تھا اور جس نے بتایا تھا وہ میرا استاد تھا۔ایک اور بات بھی اس نے مجھے بتائی تھی۔''

دروازے کے ناب پہ ہاتھ رکھے وہ مڑا اور استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''اس نے کہا تھا کہ بہترین کون گیم وہ ہوتا ہے جس میں تم اپنا ہی رول پلے کرو اور وہ کبھی پکڑا نہ جائے۔میں تم سے تمہارا ہی کردار ادا کروانا چاہتی ہوں۔یعنی جیسے تم ہو۔''

جہان نے سوچتے ہوئے اسے دیکھا۔

''یہ اس پہ منحصر ہے کہ تم مجھے کیا سمجھتی ہو.....لیکن....'' آہستہ سے سر ہلایا۔''تم درست کہہ رہی ہو۔بہترین اداکاری وہ ہوتی ہے جس میں تم اپنا ہی رول پلے کرو۔بالآخر مجھے تمہاری کسی بات سے اتفاق ہے۔اور سنو....جب الماس سے بات کرنا

تو اس کو الماس جم کہہ کے بلانا۔ یا جانم۔ اس کو لکھتے جانم اور پڑھتے ''جنم'' ہیں۔ یہ پیار سے بلانے کا انداز ہوتا ہے۔''

''شیور۔ تم آج بھی وہیں جا رہے ہو جہاں کل گئے تھے؟''

جواب میں جہان نے بس ایک تیز نظر اس پہ ڈالی اور باہر نکل کے دروازہ بند کر دیا۔

اس کا کمرہ تنہا رہ گیا۔ کھڑکی کے باہر سنہری افشاں میں چمکتا پانی منتظر سا اسے دیکھ رہا تھا۔ اور انتظار کرنا اس کے لیے کبھی آسان نہیں رہا تھا۔ اس نے ایٹی ٹیوڈ پہ دو حرف بھیجے اور اپنے مخصوص صوفے پہ آ بیٹھی۔ اسکی انگلیاں جواب ٹائپ کر رہی تھیں۔

''الماس جم......

جی میں آپ سے واقف ہوں۔

بہتر ہے کہ ہم اس کتاب کے بارے میں مزید بات اسکائپ کال پہ کریں۔ نیچے دیے

اسکائپ ایڈریس پہ آپ مجھے کال کر سکتی ہیں تاکہ میں ترجمے کا طریقہ کار' کانٹریکٹ کی

تفصیلات' ٹائم فریم اور رائلٹی کی percentage ڈسکس کر سکوں۔ آپ مجھے ترکش وقت کے مطابق دوپہر

ایک بجے کے بعد کال کر سکتی ہیں۔

زینپ۔''

ای میل بھیج کے اس نے وقت دیکھا اور مسکرائی۔ مصر کا وقت ترکی سے ایک گھنٹہ ہی پیچھے تھا اس لیے ٹائم زون کا زیادہ مسئلہ نہ تھا۔

جیسے ہی ترکی میں ایک اور مصر میں دو بجے' الماس نے پانچ منٹ بھی ضائع نہیں کیے اور کال کھڑکا دی۔

تالیہ ہیڈ فون پہنے لیپ ٹاپ کے سامنے تیار بیٹھی تھی۔ کال کا نوٹیفیکیشن آنے لگا۔ جہان سارا سسٹم سیٹ کر کے گیا تھا۔ وہ چیک کر چکی تھی۔ voice انکرپشن درست کام کر رہی تھی۔ ساتھ ہی لیپ ٹاپ پہ ایک آڈیو چلی تھی جس میں آفس کا شور سنائی دے رہا تھا تاکہ زینپ کی آواز کے پس منظر میں ایک کام کرتے ہوئے آفس کا ماحول ''سنائی'' دے۔

''زینپ کامران!'' وہ مائیک میں خوشگوار انداز میں بولی۔

''مس زینپ.... میں الماس بجنت بات کر رہی ہوں۔''

صاف انگریزی کا لہجہ سنائی دیا تو صوفے پہ آگے کو جھکی بیٹھی تالیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ (یہ مرعوب لگ رہی ہے۔)

''الماس... جنم... کیسی ہو آپ؟ ایک منٹ میں کانفرنس سے نکل رہی ہوں ذرا اپنے آفس میں چلی آؤں۔'' دوسرے

ہاتھ سے وہ موبائل پہ لگے شور کو آہستہ کر رہی تھی۔ پھر اس نے کلک کی آواز کے ساتھ شور بند کر دیا اور گہری سانس لی۔

''اب میں آگئی اپنے روم میں۔ اب بتاؤ الماس.... آپ کیسی ہو اور آپ کی والدہ کیسی ہیں؟'' وہ انگریزی کو ترکش لہجے میں بنا کے پوچھ رہی تھی۔

''بہت شکریہ مس زینپ۔ ہم ٹھیک ہیں۔ آپ کی آفر کافی دلچسپ تھی۔ آپ یہ بتائیں کہ ترجمے کے بارے میں آپ کا کیا پلان ہے؟'' وہ سنجیدگی سے مدعے پہ آگئی تھی۔

''الماس جم.... دیکھو.... ہم ترکی کی ایک قابلِ ذکر لٹریری ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم دنیا بھر کے نامور لکھاریوں کے کام کا ترکش زبان میں ترجمہ کرواتے ہیں۔ ترکش ادب اور میڈیا کتنا ترقی کر رہا ہے' ہمارے ڈراموں اور فلموں سے آپ کو اندازہ ہو ہی گیا ہوگا۔ آپ کی والدہ کو بہت لوگ ترکی میں جانتے ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ان کی کتاب کا ترکش ترجمہ ہم شائع کریں تاکہ ترک قوم ان کو بہتر طریقے سے جان سکے۔''

''اوکے مگر میرا سوال وہیں ہے کہ اس ترجمے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟''

تالیہ ذرا سا کھنکھاری۔ ''ایسا ہے کہ میں آپ کو کانٹریکٹ فیڈ ایکس کے ذریعے بھیج دوں گی۔ غیر ملکی رائٹرز کے ساتھ ہم اسی طرح ڈیل کرتے ہیں۔ آپ سائن کر کے مجھے بھیج دینا۔ اور ساتھ میں مسودہ ای میل کر دینا۔ پھر ہم اس کا شدید رازداری سے ترجمہ کروا لیں گے اور چھ ہفتے میں کتاب مارکیٹ میں آجائے گی۔ کیونکہ چھ ہفتے بعد ترکی میں الیکشن ہونے جا رہے ہیں اور پھر مارکیٹ میں مندی ہوگی۔''

''چھ ہفتے... بالکل ہماری بھی یہی ٹائم لائن ہے.... مگر اتنی دور بیٹھے میں کس طرح اتنی حساس کتاب آپ کے حوالے کر دوں زینپ؟ آپ ترکی میں ہیں اور میں مصر میں....''

''جی مجھے معلوم ہے آپ کروز ہوٹل میں سٹے کر رہی ہیں آج کل۔ اسی لئے.....''

''آپ کو کیسے معلوم؟ ہم نے تو اپنی لوکیشن انسٹاگرام تک پہ نہیں لگائی۔'' وہ چونکی تو تالیہ لمحے بھر کو خاموش ہوئی۔

''ویل... الماس.... میں ترکی کی ایک معروف لٹریری ایجنٹ ہوں۔ میرے رائٹرز دنیا میں ساری جگہوں پہ پھیلے ہیں اس لئے مجھے خبریں مل جاتی ہیں۔''

''آپ کا کوئی رائٹر ہماری کروز پہ بھی ہے؟'' وہ تیزی سے بولی تو تالیہ نے جلدی سے کہا۔

''نہیں نہیں.... وہ تو میں یونہی.... میرے منہ سے سلپ ہوا۔ دراصل.... اس بارے میں ہمیں بات نہیں کرنی چاہیے الماس کیونکہ اگر میں اپنے رائٹرز کے راز نہیں رکھ سکتی تو آپ کے کیسے رکھوں گی؟''

"میں سمجھ سکتی ہوں۔" الماس شاید مسکرائی تھی۔ "بہر حال ہم کروز پہ ہی ہیں۔ اب یہاں سے ہم کس طرح کانٹریکٹ سائن کریں۔ وکلاء اور لیگل نمائندوں کا ہونا ضروری ہے نا۔"

"جی الماس۔ میں کانٹریکٹ آپ کو اپنے قانونی نمائندوں کے ہاتھ ہی بھیجوں گی۔ وہ آپ کی تسلی کروا کے NDA (نان ڈسکلوژر ایگریمنٹ) پہ سائن لیں گے جس کے تحت دونوں پارٹیز ایک دوسرے کے راز رکھنے کی پابند ہوں گی۔ مگر اس سے پہلے مجھے چند معلومات درکار ہیں۔ آپ مجھے ای میل...." وہ کہہ ہی رہی تھی کہ الماس بولی۔

"پہلے میں میم نیلوفر سے بات کروں گی۔ اگر... (زور دے کر) اگر ہم آپ کے ساتھ ڈیل کرنا چاہیں تب ہم کانٹریکٹ کی بات کریں گے۔"

"شیور۔ آپ ہمارے بارے میں پوری تسلی کر لیں اور جب آپ کا جواب تیار ہو تو مجھے فون کر لیں۔ مجھے آپ سے ایک دو سوالات پوچھنے ہیں۔ جب آپ میری تسلی کروا دیں گی تو ہم کانٹریکٹ کی طرف بڑھیں گے۔ آپ کا دن اچھا گزرے الماس!"

"آپ کا بھی۔" کال کٹ گئی تو اس نے گہری سانس لے کر ہیڈ فون اتارے۔

اس نے کانٹریکٹ کرنا تھا نہ اس کو نیلوفر کی کتاب کا مسودہ چرانا تھا۔ اسے تو صرف پبلشر کے نام سے غرض تھی۔ جیسے ہی وہ معلوم ہوا، وہ اس نام کو صوفیہ رحمن کے حوالے کر دے گی اور صوفیہ پبلشرز پہ دباؤ ڈال کے کتاب کور کوا دے گی۔ اتنی جلدی نیلوفر کو کوئی دوسرا پبلشر نہیں ملے گا اور وہ الیکشن کے قریب کتاب نہیں لا سکے گی۔

اس طرح کتاب کو لانے کا درست وقت وہ نیلوفر سے "چرا" سکتی تھی۔

الیکشن کی تیاریوں کے قریب کی "ٹائمنگ" سب سے اہم تھی۔

وہ وقت گزر گیا تو پھر وہ جب بھی کتاب لائے، صوفیہ کو پرواہ نہ تھی۔

(اگر میں صرف ان سے پبلشر کا نام اگلوا لوں تو میرا کام ختم۔ میں واپس گھر جا سکوں گی۔) اس نے خود کو تسلی دی اور مسکرا دی۔

یہ سب اتنا مشکل نہیں لگ رہا تھا۔

یہ اس وقت تالیہ مراد کا خیال تھا۔

☆☆=========☆☆

منروا کروز دھیرے دھیرے نیل کے پانی میں تیرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کی رفتار اتنی سست تھی کہ اوپر سے دیکھو تو یوں

لگتا تھا گویا بارش اتنی برسی ہو کہ ایک ہوٹل کے گرد ساری سڑک پانی میں ڈوب گئی ہو۔

نیل اتنا چوڑا نہ تھا۔ کسی کسی جگہ تو سبز ٹیلوں کے درمیان پانی سے بھری سڑک جیسا ہی لگتا تھا۔

آسمان کا رنگ دن ڈھلتے ساتھ ہی جامنی پڑنے لگا اور بحری جہاز کی بتیاں روشن ہونے لگیں۔

پہلی منزل کے ریستوران میں گہما گہمی اور موسیقی کا شور عروج پہ تھا۔ بے فکر مہمان اپنی چھٹی سے لطف اندوز ہوتے کھانے پینے میں مصروف تھے۔

ایسے میں الماس بخت ریستوران کے دہانے پہ کھڑی' بازو سینے پہ لپیٹے پتلیاں سکوڑے تمام لوگوں کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس کے بال اونچی پونی میں بندھے تھے اور آنکھوں پہ چشمہ لگا تھا۔

"بات سنو۔" دفعتاً وہ بار کاؤنٹر تک آئی اور کہنیاں اس پہ جما کے بارٹینڈر کو گہری نظروں سے دیکھا۔ "مجھے جانتے ہو نا تم؟"

وہ ایک گلاس اور کپڑا اٹھائے قریب آیا اور مسکرایا۔ "جی۔ کل بھی آپ ادھر آئی تھیں۔"

"ہوں۔ پھر مجھے بتاؤ... کروز پہ مختلف ممالک سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ تم نے بہت سے ٹورسٹ دیکھے ہوں گے۔" سرسری سا انداز اپنایا۔

"جی میڈم۔" بارٹینڈر نے گلاس کپڑے سے صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

الماس نے غور سے اسے دیکھا۔ "ترکی سے کتنے لوگ آئے ہوں گے یہاں؟"

"سوری میم' ہمیں یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ خود ریستوران میں گھوم پھر کے لوگوں سے پوچھ سکتی ہیں۔"

الماس نے بند مٹھی میں دبا نوٹ کاؤنٹر پہ رکھا' اور بارٹینڈر کو دیکھتے ہوئے دو انگلیوں سے نوٹ کو آگے کو دھکیلا۔

"کتنے لوگ آئے ہیں ترکی سے؟" دوبارہ پوچھا۔

بارٹینڈر نے پہلے نوٹ کو دیکھا' پھر ایک چور نگاہ اطراف میں ڈالی۔ ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہوا۔ پھر جلدی سے نوٹ پہ اپنا ہاتھ رکھ کے اسے قریب کھسکایا۔

"صرف ایک آدمی ہے ترکی کا۔" جلدی جلدی بتانے لگا۔ "وہ کل شام کو اس کارنر میں آ کے بیٹھا تھا اور لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔ نظر کا چوڑا چشمہ لگاتا ہے اور ہلکی سی داڑھی بھی ہے۔"

الماس نے پلٹ کے اس خالی کرسی میز کو دیکھا جو کھڑکی کے ساتھ الگ تھلگ رکھی تھی۔

ابھی وہ نہیں آیا تھا۔

وہ واپس بارٹینڈر کی طرف مڑی۔

''اور نام کیا ہے اس کا؟''

''طارق ضیا گل۔ آپ ادھر سامنے بیٹھ جائیں۔ اگر وہ آیا تو میں آپ کو اشارہ کر دوں گا۔''

''یہ میرا نمبر ہے۔ مجھے کال کر دینا۔ میں نیچے آجاؤں گی۔'' اس نے ایک پرچی پہ لکھا نمبر بڑھایا اور آگے بڑھ گئی۔

بارٹینڈر نے مسکرا کے اس نوٹ اور پرچی کو اپنے بٹوے میں وہ نوٹ ڈالا جہاں اس سے بڑے تین نوٹ پہلے ہی موجود تھے۔

☆☆==========☆☆

**(تم نے پوچھا تھا کہ میرے اس کون میں تمہیں کس کا کردار ادا کرنا ہوگا۔)**

آسمان مغرب ساتھ ہی مزید تاریک ہوتا گیا اور چند ایک تارے جگمگاتے نظر آنے لگے۔

کروز سست روی سے محوِ سفر تھا۔

تالیہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی تھی۔ ہیڈ فون سر پہ جمائے وہ اس میں سے آتی آوازوں کی منتظر تھی۔

نیچے ہوٹل کے بار میں کھڑکی کے ساتھ بیٹھا جہان بھی خاموشی سے جرنل پہ کچھ لکھے جا رہا تھا۔ وہ بھی انتظار میں تھا۔

**(جیسے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اسی طرح ایک رائٹر کے ذہن تک پہنچنے کے لئے تمہیں رائٹر بننا پڑے گا۔)**

بار میں معمول کا رش اور شور تھا۔ موسیقی بے ہنگم سی تھی اور مشروبات کی مہک سارے میں پھیلی تھی۔ ایسے میں الگ تھلگ بیٹھا وہ آدمی سر جھکائے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھوں پہ نظر کا بڑا چشمہ تھا۔ داڑھی قدرے بڑھی ہوئی تھی اور سر کو اونی ٹوپی سے ڈھک رکھا تھا۔

**(کہتے ہیں شیکسپیئر کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ مگر ساری دنیا اور بالخصوص یورپ میں آج بھی ایسے مرد اور خواتین رائٹرز موجود ہیں جنہیں کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ تصاویر نہیں بناتے اور پبلک میں نہیں آتے۔)**

الماس بخت متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی ہال کے کنارے پہ آرکی۔ پہلے اس نے بارٹینڈر کو دیکھا اور ابرو اچکائے۔ جواب میں اس نے آنکھوں سے کھڑکی والی میز کی جانب اشارہ کیا۔ الماس کی نظریں اس طرف گھومیں۔

**(ایسے رائٹرز کی شخصیت میں paranoia ہوتا ہے۔ انہیں لوگوں سے trust issues ہوتے ہیں۔ وہ اجنبیوں سے خوف کھاتے ہیں اور اپنی پرائیویسی کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی کتابوں کے ذریعے ان سے متعارف ہونے والے لوگ ان کی ذاتی زندگی کے قریب آسکیں۔ جیسے تم نہیں چاہتے کہ تمہاری کوئی کرائم پارٹنر تمہاری فیملی کے بارے**

میں جان پائے۔)

الماس کی نظریں اس میز پہ رکیں۔ وہ کمر موڑے جیکٹ پہنے شخص سر جھکائے اپنے کام میں مصروف تھا۔ الماس مسکرا کے اس کی طرف بڑھنے لگی۔

(ایسا ہی ایک ترکش رائٹر "غالب نجات" بھی ہے۔ اس نے کئی ناولز اور ڈراماز لکھے ہیں۔ اس کو کسی نے نہیں دیکھا مگر اس کے کریزی فینز نے کچھ عرصہ قبل اس بات کا پتہ چلایا کہ غالب نجات اس کے دادا کا نام تھا اور اس کا اصل نام "طارق ضیا گل" ہے۔ اور اس کی عمر تیس سے چالیس سال کے درمیان ہے۔)

تالیہ کمرے میں تنہا بیٹھی اب صوفے پہ پیر اوپر کیے کریکرز کا پیکٹ کھول رہی تھی۔ عموماً وہ میدان میں جایا کرتی تھی اور جہان اس کے کان میں آلے کے باعث بولا کرتا تھا۔ آج وہ باہر جا رہا تھا یعنی تالیہ اس کی سماعتوں میں زہر گھولنے کا فریضہ بخوبی انجام دے سکتی تھی۔ ہاؤ سوئیٹ۔

(یقیناً الماس طارق ضیا گل کو نہیں جانتی ہو گی لیکن وہ باریستا سے جب کروز کے واحد ترک آدمی کا نام پوچھے گی اور اسے گوگل کرے گی تو طارق ضیا گل کے بارے میں تھوڑا بہت جان جائے گی۔ تم نے بس طارق بن کے اسے یہ یقین دلانا ہے کہ زینپ ایک بہترین ایجنٹ ہے اور اس سے ڈیل کر کے تیلو فرفائدے میں رہے گی۔ اور سنو....)

"میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" الماس نے میز کے قریب آ کے شائستگی سے کہا تو چشمے والے شخص نے چونک کے سر اٹھایا۔ پھر کندھے اچکائے اور کاغذ سمیٹ کے اٹھنے لگا تو وہ جلدی سے بولی۔

"نہیں نہیں۔ آپ بیٹھے رہیں، طارق صاحب۔ مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔ میں الماس ہوں۔"

وہ اٹھتے اٹھتے واپس بیٹھا اور پتلیاں سکوڑ کے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔ "کیا ہم مل چکے ہیں، الماس حاتم؟"

(کریکرز کھاتی تالیہ نے مسکرا کے مائیک میں کہا۔ "حاتم؟ (میڈم؟) تھینکس ٹو ترکش ڈراماز، تم گزارے لائق ترک بول ہی لو گے۔)

"نہیں مگر میں آپ کو ایک ایک دوسرے نام سے جانتی ہوں۔" الماس نے تھوڑی تلے ہتھیلی رکھے دلچسپی سے اسے دیکھا اور معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔ "غالب نجات کے نام سے۔"

جہان کے چہرے پہ غیر آرام دہ سا تاثر آیا اور اس نے نظریں موڑ لیں۔ "مجھے نہیں معلوم آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"

"آپ غالب نجات ہیں، میں جانتی ہوں۔"

"میں کسی غالب نجات کو نہیں جانتا۔" جیکٹ اور عینک والا آدمی ایک بے چین نظر آنے لگا تھا۔

(''گڈ... تم جتنا انکار کرو گے' اتنا ہی اس کو یقین ہو گا۔'' وہ کریکرز منہ میں ڈالتی بولے جا رہی تھی۔)

''دیکھیں طارق صاحب... میں کوئی کریزی فین نہیں ہوں جو آپ کو تنگ کروں گی۔ مجھے صرف ایک بات کرنی ہے۔''

''الماس خانم.. میں نے کہا نا' میں کوئی رائٹر نہیں ہوں۔'' وہ اکتا کے بولا۔ رخ موڑے اب وہ اپنے کاغذات پہ کچھ لکھنے لگا تھا۔

''آپ کو کیسے معلوم کہ غالب نجات ایک رائٹر ہے؟ میں نے تو رائٹر کا لفظ ہی نہیں کہا تھا۔''

جہان لکھتے لکھتے رکا اور آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا' جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔ مگر اگلے ہی لمحے کندھے اچکائے۔'' میں ترک ہوں اور غالب نجات ہمارا ایک مشہور رائٹر ہے۔ پریٹی سمپل۔''

''اور وہ آپ نہیں ہیں؟''

''نہیں۔ میں ایک غریب ریستوران اونر ہوں۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ کام کر لوں۔''

خشک انداز میں کہتا وہ رخ مزید موڑ کے اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پیشانی پہ بل اسی طرح پڑے تھے۔

(ریستوران اونر؟ یہ ڈائیلاگ ہماری اسٹوری میں شامل نہیں تھا۔) وہ اس کے کان میں مسلسل بھنبھنا رہی تھی۔

میز پہ اس کے سامنے بیٹھی الماس مسکرا کے اسے دیکھے گئی۔ اونچی پونی باندھے' آنکھوں پہ عینک لگائے وہ سیاہ ہائی نیک والے لباس میں ملبوس' اپنی عمر سے بڑی نظر آ رہی تھی۔

''چلیں... آپ رائٹر نہیں ہیں... مگر غالب نجات کا ناول جامنی آسمان تو پڑھا ہو گا آپ نے۔ اس میں آپ کا پسندیدہ کردار فردوس آبلہ کا تھا یا لیلیٰ کا؟''

(تالیہ ایک دم سیدھی ہوئی۔ کریکرز پرے کیے۔ جلدی سے کمپیوٹر اٹھایا۔

''ایک منٹ۔ وہ تو غالب کی فین ہے اور وہ تمہیں چیک کر رہی ہے۔ اگر تم واقعی غالب نجات ہو تو تمہیں اس کے ناولز کے بارے میں سب معلوم ہونا چاہیے تھا۔ دیکھو تھوڑی دیر چپ رہو۔ مگر کچھ غلط نہ بولنا۔ میں ذرا وکی پیڈیا سے ناول سمری دیکھ کے بتاتی ہوں۔'' وہ جلدی جلدی ٹائپ کر رہی تھی۔)

جہان نے اس سوال پہ نظریں اٹھا کے الماس کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک اور مسکراہٹ تھی۔ اسے جیسے الماس کے سوال نے محظوظ کیا تھا۔

''الماس خانم...'' جامنی آسمان' غالب نجات کا ناول نہیں' پلے ہے اور اگر مجھ سے پوچھو تو اس میں لیلیٰ یا فردوس کا کردار غیر اہم ہے۔ اصل کردار ازلان کا ہے.... وہ معذور بچہ جو کہانی سنا رہا ہے۔''

جہاں الماس اس کے جواب پہ مسکرائی' وہیں تالیہ کے ہاتھ سست پڑ گئے۔ وہ وکی پیڈیا کھولتے کھولتے رک گئی۔ (وہ اپنا ریسرچ مکمل کر کے گیا تھا! ہونہہ!)

''مگر آپ کا پسندیدہ کردار کون سا ہے؟'' اس نے سوال دہرایا تو جہان ہلکا سا مسکرایا۔

''میرے لئے سب کردار برابر ہیں۔ ویسے جامنی آسمان سے زیادہ بہتر اس کا ناول ''تین سائے'' ہے۔ تم نے وہ پڑھا ہے۔'' وہ جیسے اس لڑکی سے جان بھی چھڑانا چاہتا تھا مگر اسے اس کا جواب سننے میں بھی دلچسپی تھی۔

الماس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ ''جی مگر لوگوں کو جامنی آسمان زیادہ پسند ہے۔ البتہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ غالب نجات کو خود جانے کیوں ''تین سائے'' زیادہ پسند ہے حالانکہ اس کتاب کی ریٹنگ اس کی دوسری کتابوں سے کم ہے۔''

''یہ بات تو غالب نجات ہی بتا سکتا ہے' میں نہیں۔'' وہ مبہم سا مسکرا کے واپس اپنا فون کھولنے لگا تو وہ جلدی سے بولی۔

''مانا کہ آپ غالب نجات نہیں ہیں۔ اور آپ کو اس بات کا اعتراف کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔''

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کے احتیاط سے کہہ رہی تھی۔ ''مگر مجھے آپ کی مدد چاہیے۔''

جہان نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا اور دوسری گہری نظر اس پہ ڈالی۔ ''بولو۔''

''آپ ترکی میں رہتے ہیں۔ ادب سے دلچسپی ہے۔ تو وہاں کی ادبی شخصیات کو تو جانتے ہوں گے۔''

''میں نے کب کہا کہ مجھے ادب سے دلچسپی ہے؟'' احتیاط پسند رائٹر کندھے اچکا کے بولا تو وہ جلدی سے بولی۔

''ہاں ہاں جو بھی ہے۔ آپ مجھے زینپ کامران اور اس کی لٹریری ایجنسی کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟'' وہ واقعی فکرمندی سے پوچھ رہی تھی۔ ''میری والدہ کو ان کی ایجنسی کی طرف سے آفر آئی ہے۔ کیا ہمیں ان کو ترکی میں اپنا ایجنٹ مقرر کرنا چاہیے؟ کیا یہ قابلِ بھروسہ لوگ ہیں؟''

(فائنلی۔) تالیہ مسکرا کے بولی اور کریکرز پھر سے اٹھا لئے۔ (اب تم میری اس طرح تعریف کرو کہ الماس کے سارے خدشات دور ہو جائیں۔ وہ غالب نجات کی فین ہے' اس کی بات نہیں ٹالے گی۔)

''زینپ کامران۔'' جہان نے سوچتے ہوئے الماس کو دیکھا' اور جرنل پرے دھکیلا۔ اس نے جیسے ہتھیار ڈال دیے تھے۔ ''آفر کیا ہے؟''

''ہماری کتاب کا ترکش ترجمہ۔'' وہ جھجک کے راز داری سے بتانے لگی۔ ''کیا یہ زینپ واقعی اتنی قابل ہے جتنا انٹرنیٹ پہ اس کے بارے میں لکھا ہے؟''

جہان نے گہری سانس لی اور ہلکے سے کندھے اچکائے۔ ''اگر تم میری بات مانو تو زینپ سے دور رہو۔ اس کے ساتھ

بزنس نہ کرو۔‘‘

(تالیہ کے کریکر چباتے دانت رکے بھنویں تعجب سے اکٹھی ہوئیں۔ ’’ایک منٹ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟‘‘)

’’ریئلی؟ وہ کیوں؟‘‘ الماس اس جواب پہ حیران ہوئی تھی۔

جہان تھوڑی کھجاتے ہوئے سوچ سوچ کے جواب دینے لگا۔

’’زینب میں پروفیشنل ین کی کمی ہے۔ وہ خاصی تلخ اور بدمزاج عورت ہے۔‘‘ وہ بے رحمی سے تبصرہ کر رہا تھا۔ ’’اس کے ساتھ سفر کرو تو کیب کا کرایہ بھی نہیں دیتی اور اس کی نظر ہمیشہ دوسروں کی ویڈنگ رنگز پہ ہوتی ہے۔‘‘

(’’دیکھو تم مجھ سے بدلے بعد میں بھی لے سکتے ہو۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ اس کو مجھ سے بدظن نہ کرو۔‘‘ وہ ہڑبڑا کے کہہ رہی تھی۔)

مگر جہان سکندر اپنے کان میں گونجتی تالیہ کی آواز سے بے نیاز کہہ رہا تھا۔

’’زینپ کے پلان بھی اس کی طرح Unpredictable ہوتے ہیں۔ سوچے سمجھے بغیر نیا ونچر شروع کر لے گی۔ مشورہ دو تو نہ سنے گی نہ مانے گی۔ اپنی مرضی کرے گی بس۔‘‘

(ویری فنی جعلی رائٹر۔ تم میری سائیڈ پہ ہو یا اس کی؟)

’’اچھا۔ اور کیسی ہے وہ؟‘‘ الماس کو اچنبھا ہوا۔ وہ بہت توجہ سے جہان کا تبصرہ سن رہی تھی۔ بار میں موجود دوسرے لوگوں سے بے نیاز وہ دونوں کونے میں بیٹھے سرگوشیوں میں بات کر رہے تھے۔

’’دیکھو سادہ سی بات ہے۔‘‘ وہ بے نیازی سے ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔ ’’مجھے اس طرح کی misandrist (مردوں سے نفرت کرنے والی) اور Feminist خواتین نہیں پسند۔ یہ اپنی زندگی کے تلخ تجربات کی وجہ سے باقی دنیا کو بھی اسی نظر سے دیکھتی ہیں۔‘‘

’’اچھا۔ وہ ایسی کیوں ہے؟‘‘ الماس کا فطری تجسس جاگا۔

’’وہی پرانا مسئلہ جو ہر دوسرے آفس میں ہوتا ہے۔ زینپ کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پروفیشنل کو پرسنل سے الگ نہیں رکھ سکتی۔ اور جب حالات مرضی کے مطابق نہیں رہیں گے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے آ جائے گی۔ ایسی عورتیں قطعاً پروفیشنل نہیں ہوتیں۔ ان کو لٹریری لائسنس جیسی بڑی ذمہ داریاں دینی ہی نہیں چاہیے ہیں۔‘‘

(اب یہ فنی نہیں رہا۔ تم پرسنل ہو رہے ہو۔) وہ دانت پیس کے غرائی۔

’’میں تو خواتین کے ان عہدوں پہ کام کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ لیکن اگر تم نے ترکی میں کتاب چھپوانی ہے تو زینب

کے ساتھ کام نہ کرو۔ اس کے باس کے ساتھ کرو۔ وہ اچھا سلجھا ہوا نفیس سا آدمی ہے اور ایجنسی کا لیڈنگ ایجنٹ بھی ہے۔ مولوت ہے۔ غالب نجات کا ایجنٹ بھی مولوت ہے ہی ہے۔ (سرسری سا انداز اپنایا) زینب ایک سنگل مدر ہے اور اس کے مقابلے میں مولوت ہے چونکہ مرد ہے اس لئے زیادہ ذمہ دار اور مضبوط آدمی ہے۔ زینب نے بھی کافی رائٹرز کے ساتھ کام کیا ہے مگر وہ ابھی تک اپنے بریک اپ کے ٹراما سے ہی نہیں نکلی۔ جو عورت ان چیزوں کو پیچھے نہ چھوڑ سکے اس نے کیا کسی کا کامیاب ایجنٹ بننا ہے۔ اب اگر تم اجازت دو تو میں کام کرلوں؟"

الماس نے بدقت مسکرا کے سر ہلایا۔ "شیور۔ میں چلتی ہوں۔"

"ایگا جارر۔ (گڈ نائٹ)" رائٹر نے سر کو خم دیا اور واپس اپنا کام کرنے لگا۔ الماس اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

☆☆=========☆☆

تالیہ اوپر اپنے کمرے میں بے چینی اور غصے سے چکر کاٹ رہی تھی۔ وہ اس کے واپس آنے کی منتظر تھی۔ لیکن جہان کے آنے سے پہلے اس کے حکومتی نمبر پہ غیر شناسا نمبر سے کال آنے لگی۔

"بچے تالیہ..." دولت بہت ضبط سے پوچھ رہا تھا۔ "پبلیشر کا نام معلوم ہوا؟ پردھان منتری بے چینی سے آپ کی طرف سے کسی اچھی خبر کی منتظر ہیں۔ آپ وہاں کام ہی کر رہی ہیں نا؟"

لہجے میں طنز نمایاں تھا۔

"میں.....جلد آپ کو اپ ڈیٹ کروں گی۔ پلیز ابھی مجھے کام پہ فوکس کرنے دیں۔" اس نے جھنجھلا کے فون بند کیا۔ تبھی دروازہ آہستہ سے کھلا اور وہ بنا آواز کے اندر آیا پھر بند دروازے سے پشت لگائے کھڑا ہو گیا۔ تالیہ اس کے جوتوں کو دیکھ رہی تھی۔ ان کا رخ اس کی طرف تھا۔ اس نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں اور اوپر دیکھا۔ وہ سینے پہ بازو لپیٹے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں یہ سب کہنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ سرخ چہرے کے ساتھ غرائی تھی۔

"سا کن زینب حانم۔ سا کن۔" دونوں ہاتھ اٹھا کے اسے ریلیکس رہنے کا کہا۔ "تم نے خود ہی کہا تھا یہ کرنے کو۔"

"میں نے کہا تھا کہ تمہیں زینب کے بارے میں اس کے شکوک وشبہات دور کرنے ہیں نہ بڑھانے نہیں ہیں۔"

"نہیں۔ تم نے کہا تھا کہ مجھے غالب نجات کا کردار ادا کرنا ہے۔ تم نے کبھی اس کی کتابیں اور اس کے قلمی انٹرویوز پڑھے ہیں؟" وہ سنجیدگی سے کہتا اس کے سامنے آرکا۔ "تم جانتی ہو وہ ایک انتہائی misogynist (عورتوں سے نفرت کرنے

والا) اور اینٹی feminist آدمی ہے۔ وہ ورک پلیس پہ مردوں اور عورتوں کی برابر تنخواہوں کے حق میں بھی نہیں ہے۔ ایسا آدمی اگر ایک خاتون ایجنٹ کی تعریف کرتا تو اس کی کتابیں پڑھ لینے والی الماس کو عجیب نہ لگتا؟"

"تم... تم مسلسل میرے کون گیم کو ہرٹ کر رہے ہو۔ میں ایسے کام نہیں کرتی۔"

"جانتی ہو میں پکڑا کیوں نہیں جاتا اور تم کیوں پکڑی گئی؟ اپنے پرا سیکیوٹر کے ہاتھوں؟" وہ اسے افسوس سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "کیونکہ تمہارے اندر وہ killer instinct نہیں ہے جو میرے اندر ہے۔ کسی کا دل ہو یا کسی کی جان، اس پہ پیر رکھ کے آگے بڑھنے اور اپنی جاب پوری کرنے کا حوصلہ تمہارے اندر نہیں ہے۔ بولڈ اسٹیپ لینے کی عادت ڈالو۔"

"تمہیں لوگوں کو فکس کرنا پسند ہے۔ ہے نا؟" وہ تلخی سے بولی۔ "مجھے فکس کرنے کی کوشش کرنا چھوڑ دو۔"

"میں وہ کر رہا تھا جو اس جاب کے لئے ضروری تھا۔ بہترین کون وہ ہوتا ہے جس میں تم خود اپنا رول پلے کرو۔ تم ایک PTSD سے گزرنے والی لڑکی ہو۔ اور ایسے لوگ اپنے جیسے دکھ سے گزرنے والے پہ جلدی بھروسہ کر لیتے ہیں۔ تم نے الماس کے سامنے زینب کو ایک کامیاب اور مضبوط عورت کے طور پہ پیش کیا ہے۔ میں اسے ایک اسٹرگلنگ عورت دکھانا چاہتا تھا۔"

"تا کہ الماس میرے ساتھ کام ہی نہ کرے!" وہ پھنکاری تھی۔

"الماس نے یہ فیصلے خود نہیں کرنے، تالیہ۔ وہ بچی ہے۔ یہ فیصلے اس عورت نے کرنے ہیں جو ایک طاقتور آدمی کی بیوی رہ چکی ہے اور اس سے الگ ہونے کے ٹراما سے ابھی تک نہیں نکلی۔ تم اس کون میں اپنا رول پلے کیوں نہیں کرتیں؟ فون اٹھاؤ اور اس کو کال کرو۔"

جیکٹ والا اجنبی آدمی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ تالیہ اسے ابھی تک گھور رہی تھی مگر اس کا تنفس اب سست پڑ چکا تھا۔ دھیرے دھیرے سانس لے کر اس نے خود کو نارمل کیا اور پھر لیپ ٹاپ کی طرف بڑھی۔ ہیڈ فون کانوں پہ چڑھائے اور کال ملائی۔

"ہیلو۔"

"الماس جم۔" وہ بدقت مسکرائی۔ "زینب میں آپ سے فائنل بات کرنا چاہتی تھی تا کہ ای میل بھیج سکوں۔"

"ہوں۔ زینب ایسا ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے بات کی ہے۔" وہ قدرے کھنچی کھنچی سی لگ رہی تھی۔ "اور ہم اس نتیجے پہ پہنچے ہیں کہ ہم اس وینچر کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

تالیہ نے گھور کے اسے دیکھا جس نے دونوں ہاتھ اٹھا کے اشارہ کیا۔ "سا کن، تالیہ!"

"الماس جم... میں آپ کے رویے کی اچانک تبدیلی کی وجہ جان سکتی ہوں؟"

"مجھے یہ وینچر اتنا فائدہ مند نہیں لگ رہا اور....."

"الماس کیا نیلوفر بخت اس کال کو سن سکتی ہیں؟ مجھے ان سے بات کرنی ہے۔" وہ ایک دم سخت لہجے میں بولی۔

"جی وہ میرے ساتھ ہی ہیں اور فون اسپیکر پہ ہے۔"

"نیلوفر حانم.... مرحبا۔" وہ کھنکھار کے بولی تو دوسری جانب سے نیلوفر کی آواز گونجی۔

"مرحبا زینپ۔ کیسی ہیں آپ؟"

"نیلوفر حانم.... یہ تو آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے خیال میں' میں کیسی ہوں؟ صبح تک ہم اس وینچر کو کرنے جا رہے تھے مگر اب آپ کی اسپوکن پرسن کی ٹون بدل چکی ہے۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتی ہوں۔"

"نہیں زینب' وینچر تو ابھی تک دلچسپ ہے مگر الماس کو چند تحفظات تھے اور...."

"لیٹ می گیس۔ آپ نے میرے ایک رائٹر سے بات کی ہے' (پلکیں اٹھا کے غصیلی نظروں سے سامنے پرسکون بیٹھے جہان کو دیکھا) جو کہ ایک میل Chauvinist ہونے کے ساتھ ساتھ misogynist اور racist بھی ہے۔ اس کا کام (ایک نظر لیپ ٹاپ پہ کھلے وکی پیڈیا پیج پہ ڈالی) اس کے racism کا واضح ثبوت ہے اسی لیے میں اس کی ایجنٹ نہیں ہوں' مولوت بے ہیں۔ (جہان ہلکا سا مسکرایا اور سر کو خم دیا۔ "تشکر ایدرم!") تو ظاہر ہے اس نے وہی کہا ہوگا جو کہ ایک misogynist آدمی کو کہنا چاہیے۔" وہ چبا چبا کے کہہ رہی تھی۔ "مگر میں آپ کو بتاتی ہوں۔ نیلوفر حانم کہ میں کون ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سینے پہ بازو لپیٹے' دائیں بائیں ٹہلتے ہوئے مائیک میں بولنے لگی۔ "میں مردوں کے معاشرے میں کام کرنے والی ایک عورت ہوں جس کو یہ لوگ کامیاب ہوتا برداشت نہیں کر سکتے۔ میری ذہانت اور قابلیت کو نظر انداز کر کے انہیں میرے بارے میں صرف ایک بات یاد رہتی ہے کہ میں ایک بروکن میرج سے نکلنے والی عورت ہوں۔ چونکہ میں ان سے سہارا نہیں مانگتی' اس لیے یہ مجھے بدمزاج اور تلخ کہتے ہیں۔" اس کی آواز بلند ہو رہی تھی اور دوسری جانب نیلوفر دم سادھے سن رہی تھی۔

"کیا آپ سمجھ سکتی ہیں نیلوفر حانم کہ یہ فیلنگ کیا ہوتی ہے؟ جب عورت کی ساری قابلیت کو نظر انداز کر کے اس کی طلاق کے باعث کمزور سمجھا جائے؟ میرا خیال تھا آپ سمجھ سکتی ہیں۔ اسی لئے میں نے آپ کی کتاب کا انتخاب کیا۔ کیونکہ آپ کی اسٹرگل میرے جیسی ہے۔" وہ جذباتی انداز اور گیلی آنکھوں کے ساتھ کہے جا رہی تھی۔ "اور میں چاہتی تھی کہ ترکی کی ہر لڑکی کو آپ کی اسٹرگل پڑھواؤں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسے کھڑا ہونا ہے۔ میرا باس مجھے فیل ہوتے دیکھنا چاہتا ہے اور آپ چاہیں تو میرے باس کے ساتھ بھی ڈیل کر سکتی ہیں لیکن مرد ہونے کی حیثیت سے وہ اس کتاب کی اصل روح کو نہیں سمجھیں